REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۱   شمارہ ۱۶

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۶-۴-۱۹۹۲

۱۲ شوال ۱۴۱۲ ہجری   ۱۶ شہادت ۱۳۷۱ ہش   ۱۶ اپریل ۱۹۹۲ء

اخبارِ احمدیہ

لندن سے آمدہ اطلاعات کے مطابق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی اور آپ کی خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ ہر آن حضور انور کا حامی و ناصر و مددگار رہو۔ آمین۔

جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا!

ارشادِ باری تعالیٰ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○
(آل عمران : ۹۳)

ترجمہ:- "تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے (خدا تعالیٰ کے لئے) خرچ نہ کرو۔ اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو اللہ اُسے یقیناً خوب جانتا ہے۔"

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○
(البقرہ : ۲۵۵)

ترجمہ:- "اے ایماندارو! جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے اُس دن کے آنے سے پہلے کہ جس میں نہ کسی قسم کی (خرید و) فروخت، نہ دوستی اور نہ شفاعت (کارگر) ہوگی (خدا کی راہ میں جو کچھ ہو سکے) خرچ کر لو۔ اور (اِس حکم کا) انکار کرنے والے (اپنے آپ پر) ظلم کرنے والے ہیں۔"

فرمانِ نبوی ؐ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ؟ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ۔ قَالَ: فَاِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ۔ (بخاری)

ترجمہ:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کون ہے جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو؟" صحابہؓ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو اپنا ہی مال زیادہ پیارا ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو آدمی کا مال وہ ہے جس کو وہ آگے بھیج دے (یعنی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کردے) اور اُس کے وارث کا مال وہ ہے جس کو وہ بچا کر رکھے۔"

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم: اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً وَّفِتْنَةُ اُمَّتِي الْمَالُ۔ (ترمذی)

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "ہر اُمت کی ایک آزمائش ہوتی ہے اور میری اُمت کی آزمائش مال ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اِس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا جو اپنے عزیز مال کو اِس راہ میں خرچ کرے گا۔ یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے۔ اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے جو خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کرکے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کرکے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اُس مال کو کھوئے گا۔"
(ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۰۳ء)

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم اِس بات کو خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے اور ایسا ہی دوسرے نبیوں نے بھی کہا ہے کہ دولت مند کا بہشت میں داخل ہونا ایسا ہی ہے جیسے اُونٹ کا سوئی کے ناکہ میں داخل ہونا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا مال اس کے لئے بہت سی روکوں کا موجب ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا مال تمہارے واسطے ہلاکت اور ٹھوکر کا باعث نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اور اُسے دین کی اشاعت اور خدمت کے لئے وقف کرو۔"
(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۹۴)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

خطبہ جمعۃ المبارک

وہ تمام برکتیں جو اُمّتِ محمدیہ کو عطا ہوئیں اُن کا رمضان شریف سے ایک گہرا تعلق ہے

روزہ ہمیں ولایت کے حصول کے قریب کر دیتا ہے۔ سب سے بہتر سواری جس پر بیٹھ کر ہم خدا کا قرب اختیار کر سکتے ہیں وہ روزے کی سواری ہے

روزہ ایک ایسی نیکی ہے جس کا انسانی استطاعت سے گہرا تعلق ہے استطاعت نہ ہو تو اس کو اختیار نہیں کرنا چاہئیے اور اس سے نقصان ہو سکتا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۶ ر امان ۱۳۷۱ ہش مطابق ۶ مارچ ۱۹۹۲ء۔ بمقام مسجد فضل لندن

محترم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ درج ذیل بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ (ادارہ)

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور نے سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرہ کی درج ذیل آیاتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی:—

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ: آیات ۱۸۴ تا ۱۸۷)

بعد ازاں حضور انور نے فرمایا:—

جماعتِ احمدیہ مسلمہ کے نزدیک آج یورپ میں رمضان المبارک کا پہلا دن ہے اور آج پہلا روزہ ہے لیکن 'جنگ' کی ایک خبر سے مجھے معلوم ہوا کہ یہاں بہت سے دوسرے فرقوں نے جمعرات ہی کو پہلا روزہ شمار کر کے رمضان شروع کر دیا تھا۔ اس سے متعلق مختصر وضاحت پیش کرنی چاہتا ہوں۔

علم فلکیات کے ماہرین اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ اگرچہ بعض دنوں میں چاند مطلع پر ظاہر تو ہوتا ہے اور زمین کے کنارے سے اُبھرتا تو ہے لیکن اس کی عمر اگر چھوٹی ہو اور دیکھنے والے کے ساتھ اس کا زاویہ بہت چھوٹا ہو تو وہ کسی طرح بھی نظر آنا ممکن ہی نہیں ہے۔ خواہ مطلع کیسا ہی صاف کیوں نہ ہو۔ لیکن وہ چاند جو چھوٹی عمر کا ہو اور اس کی عمر ماہرین نے معین کر رکھی ہے مثلاً ۱۵ منٹ سے کم عمر کا ہو تو کسی قیمت پر بھی، کسی صورت میں بھی وہ نظر آ نہیں سکتا۔ پس قرآن کریم نے مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ کی شرط لگائی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ چاند کی آنکھوں کے ساتھ رؤیت ممکن ہو اور اس کی شہادت دی جا سکے۔ پس جب ایسا چاند جو چھوٹی سی عمر کا ہو کر، چھوٹی عمر میں ہی مر جاتا ہے وہ کسی طرح بھی آنکھ سے نظر آنا ممکن ہی نہیں تو اس پر شریعت کے احکامات کی بنیاد رکھنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں اس قسم کا چاند نہ کبھی دکھائی دیا۔ نہ کبھی پہلے دکھائی دیا۔ نہ کبھی بعد میں دکھائی دے سکتا ہے۔ پس جماعتِ احمدیہ کا موقف سَو فیصد درست ہے اور بعض دوسرے مسلمانوں نے بھی اس موقف کی تائید کی ہے۔ اور اخبارات میں اس کی تائید میں بعض خطوط بھی لکھے ہیں۔ بہرحال یہ ایسی فقہی باتیں ہیں جن میں افسوس ہے کہ اُمّتِ مسلمہ میں اختلافات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اور ہوتے چلے جائیں گے۔ جب تک عقلیں ایک طرزِ فکر پر سوچنا شروع کردیں۔ اور دل ہم آہنگ نہ ہوں ایسے اختلافات کا رستہ بند نہیں کیا جا سکتا۔

جن آیاتِ کریمہ کی مَیں نے تلاوت کی ہے یہ رمضانِ مبارک سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کا ترجمہ یہ ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کئے گئے تھے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ حاصل کرو۔ گویا کہ

روزے رکھنے کا مقصد تقویٰ بیان فرمایا گیا۔

اس سے تقویٰ میں ترقی ہوتی ہے۔ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ گنتی کے چند دن ہیں۔ اور اُن میں بہت سے فوائد تمہارے لئے مُضمر ہیں۔

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ میں یہ لفظ ظاہر تو نہیں ہے کہ بہت سے فوائد مُضمر ہیں۔ مگر یہ مضمون اس کے اندر شامل ہے کہ چند دن کی بات ہے اس کے مقابل پر تمہیں اتنے فائدے ہوں گے۔ تھوڑی سی تکلیف اُٹھا لو تو نقصان نہیں بلکہ بہت سے فائدے ہوں گے۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ۔ ہاں تم میں سے اگر کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ تو اُسے اجازت ہے کہ وہ دوسرے دنوں میں روزے پورے کرے۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ اور وہ لوگ جو اس کی طاقت رکھتے ہوں اُن کو فدیہ طعام دینا ہوگا جو ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

یہاں يُطِيْقُوْنَهٗ کے دو طرح سے ترجمے کئے جا سکتے ہیں۔ ایک ترجمہ يُطِيْقُوْنَهٗ کا یہ ہوگا، جو طاقت نہیں رکھتے۔ اور ایک ترجمہ یہ ہوگا، جو طاقت رکھتے ہیں۔ تو یہ دونوں مضمون بہت عمدگی کے ساتھ اس موقعہ پر اطلاق پاتے ہیں۔ جب ہم 'طاقت نہیں رکھتے' کی بات کریں گے تو اس سے مُراد یہ ہوگی کہ جو لوگ، روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے اُن کے لئے فدیہ طعام ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی معنی شمار کئے ہیں اور یہ مطلب لیا ہے کہ کچھ ایسے ہیں جو روزے کی ویسے طاقت رکھتے ہیں مگر سفر کی وجہ سے طاقت کے باوجود روزہ چھوڑتے ہیں وہ فدیہ کے ذریعہ اس کمی کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور احساسِ محرومی کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور يُطِيْقُوْنَهٗ کے جہاں مثبت معنی مراد لئے جائیں یعنی جو اس کی طاقت رکھتے ہیں، تو یہاں طاقت سے مُراد فدیہ کی طاقت ہوگی نہ کہ روزہ کی طاقت۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ لوگ جو روزہ کی طاقت تو رکھتے ہوں مگر الٰہی رخصت سے استفادہ کرتے ہوئے روزہ نہ رکھتے ہوں اور انہیں نہ رکھنے کا احساس ہو اور وہ یہ طاقت رکھتے ہوں کہ کسی غریب کو کھانا کھلا سکیں تو

غریب کو کھانا کھلا کر اپنے احساسِ محرومی کی تسکین کر لیں۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ۔ اور جو شخص طوعی طور پر نیکی جس کو لفظوں میں ظاہر

نہیں کیا گیا کہ کون سی نیکی ؟ ۔ فَمَنْ تَطَوَّعَ ۔ یعنی جو شوق سے ، اپنی مرضی سے ، کسی جبر سے نہیں اس نیکی کو اختیار کرنا چاہیے تو اس کے لئے بہتر ہے ۔ اس سے غالباً فدیہ کی ادائیگی مراد ہے ۔ یعنی وہ لوگ جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ بھی رکھتے ہوں اُن کو بھی فدیہ دینا چاہیئے اور اگر وہ فدیہ دیں تو اُن کے لئے بہتر ہے ۔ دوسرے اس سے مراد طوعی روزوں کا ذکر ہوسکتا ہے ۔ نفلی روزوں کا ذکر ہوسکتا ہے ۔ ایک تو فرضی روزوں کی بات ختم ہوگئی اس موقعہ پر نفلی روزوں کا بھی ذکر ہونا چاہیئے تھا کہ کیا نفلی طور پر بھی روزے رکھے جا سکتے ہیں تو قرآن کریم نے اس کی بھی تعلیم دے دی کہ فرضی روزوں میں تو شرائط کے ساتھ بات کھول دی گئی ۔ اس کے علاوہ اگر تم نفلی روزے رکھنا چاہو تو بہت ہی بہتر ہے ۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس کثرت سے نفلی روزے رکھتے تھے کہ ایک مہینہ کے فرضی روزوں کے ساتھ تین مہینے کے یعنی اگر سارے دنوں کو شمار کر لیا جائے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کے حساب سے آپ تین مہینے کے نفلی روزے بھی رکھتے تھے ۔ گویا ایک قسم کی وصیت کی آخری حد یعنی ۱/۳ اس رنگ میں پوری ہو گئی ۔ بعض لوگ دسویں حصہ کی وصیت کرتے ہیں اور سال میں ایک مہینہ دسویں حصہ کے قریب تر ہے ۔ اور اگر چار مہینے کے روزے رکھے جائیں تو وہ قربانی وصیت کی انتہائی حد یعنی ۱/۳ کو چھوتی ہے ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جس چیز کی دوسروں کو اجازت دیتے تھے اور جس حد تک اجازت دیتے تھے اس کا مکمل نمونہ خود پیش فرمایا کرتے تھے ۔ آپ ۱/۳ سے زائد مالی قربانی یا جانی قربانی کی بالعموم اجازت نہیں دیتے تھے ۔ سوائے اس کے کہ کوئی غیر معمولی استثنائی صورت ہو جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ نے آپ کے گھر کا پورا مال وصول فرما لیا ۔ اور وہ بھی مخصوص آدمیوں کے لئے ان کی طاقتوں کو دیکھ کر آپ ایسا فیصلہ فرماتے تھے مگر عمومی دستور جو آپ کے نمونے سے اور قول سے ثابت ہے وہ یہی ہے کہ قربانی کو ۱/۳ کی حد تک پہنچاؤ ۔ کیونکہ اس میں دوسروں کے بھی حقوق ہیں ۔ تمہاری بیوی کے بھی حقوق ہیں ۔ بچوں کے بھی حقوق ہیں ۔ عزیزوں ، ہمسایوں کے حقوق ہیں ۔ غرباء کے حقوق ہیں ۔ وہ قربانیاں ان کے علاوہ ہیں اور اگر انسان ان کو عبادت سمجھ کر خدا کی مرضی کی خاطر سرانجام دے تو ان معنوں میں ساری کی ساری زندگی اور تمام اموال اور جو کچھ انسان خرچ کرتا ہے وہ سب کچھ خدا کے ہاں عبادت ہی شمار ہوگا ۔ فرمایا فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۔

یہاں یہ بات بتانی ضروری ہے کہ یہاں یہ بات نہیں ہے کہ مریض ہو اور سفر پر ہو اور خدا کی طرف سے تمہیں رخصت دی گئی ہو کہ روزے نہیں رکھنے تو تم شوق سے بے شک روزے رکھ لیا کرو ۔ سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے ۔ ان معنوں میں کہ خدا نے رخصت عطا فرما دی ہے اور

رخصت سے فائدہ نہ اُٹھانا بھی ایک قسم کی ناشکری بن جاتی ہے

اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات پر زور دیا کہ جب سفر اختیار کرو تو زبردستی خدا کو خوش کرنے کی کوشش نہ کرو اور اسی مضمون کو قرآن کریم کی یہ آیت آگے جا کر کھولتی ہے ۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ۔ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور صرف عام ہدایت نہیں ۔ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۔ اور ہدایت میں سے بھی جو بہت اعلیٰ درجہ کی کھلی کھلی ہدایات ، روشن ہدایات جو چمکتے ہوئے جواہر کی طرح روشن اور چمکدار ہیں وہ ہدایات قرآن کریم اپنے اندر رکھتا ہے ۔ وَالْفُرْقَانِ ؛ اور ایسی آسمانی دلیلیں جو کھرے کھوٹے میں تمیز کرنے والی ہوں ، جو دن کو رات سے الگ کرنے والی ہوں ، وہ چوٹی کی کھلی کھلی دلیلیں بھی اپنے اندر رکھتا ہے یعنی فرقان خود مضمون کھولنے والی دلیل کو کہتے ہیں یا ایسی بات جو اپنے اعلیٰ شان اور شوکت رکھنے کی وجہ سے اپنی ذات میں ایک چمکتا ہوا نشان بن جائے ۔ اس پر پھر بَيِّنٰتٍ مزید لگا دینے کا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے پہلے انبیاء کو بھی فرقان عطا کی گئی مگر بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ کا یہ محاورہ میں نے پرانے انبیاء کے متعلق نہیں پڑھا ۔ اگر کہیں ہوگا تو میرے علم میں نہیں ۔ تو مراد یہ ہے کہ قرآن کریم نہ صرف ہدایت رکھتا ہے نہ صرف فرقان رکھتا ہے بلکہ ہدایت اور فرقان میں جو چوٹی کی اعلیٰ درجے کی ہدایات اور اعلیٰ درجے کی فرقان ہیں وہ قرآن کریم میں آپ کو ملیں گی ۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۔ پس جو بھی اس مہینے کو دیکھے اس کا گواہ بنے یا اس مہینے کو پائے اس مہینے میں سے گزرے ۔ شَهِدَ کے اندر یہ سارے معنے شامل ہیں فَلْيَصُمْهُ تو اس کا فرض ہے کہ وہ روزے رکھے ۔ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۔ پھر اس بات کو دہرایا گیا کہ جب کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے ایام میں روزے رکھے ۔ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ جب پہلے اجازت دی گئی تو وہاں مَنْ تَطَوَّعَ کا مضمون اطلاق نہیں پاتا تھا ۔ اس سے پہلے یہی مضمون گزر چکا ہے کہ جو بھی مریض ہو یا سفر پر ہو وہ دوسرے ایام میں روزے رکھے اور اس کے معاً بعد فرمایا کہ ہاں کوئی شوقیہ نفلی نیکی کرنا چاہے تو اس کے لئے بہتر ہے ۔ یہ شبہ پیدا ہوسکتا تھا کہ ایک طرف خدا نے اجازت دی اور دوسرے ایام میں روزے رکھنے کی ہدایت فرمائی ۔ ساتھ ہی فرما دیا کہ جو شوقیہ نیکی کرے تو شوق سے کرے ، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہدایت ان معنوں میں اہمیت نہیں رکھتی کہ ضرور اس پر عمل کیا جائے ۔ عمل کر سکو تو بہتر نہ کرو تو کوئی حرج نہیں بلکہ اگر نفلی روزے رکھ لو تو اور بھی بہتر ہے ۔ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۔ یہ غلط فہمی پیدا ہوسکتی تھی اس لئے اس مضمون کو دہرایا گیا ہے اور یہاں شوق سے روزہ رکھنے کی اجازت اگر ذہن میں ہو تو اس کا ذکر نہ کر کے اس خیال کو رد فرما دیا گیا ۔ پس قرآن کریم جب تکرار کرتا ہے تو بے وجہ تکرار نہیں کرتا ۔ کسی احتمالی غلطی کو دور کرنے کی خاطر قرآن کریم تکرار کرتا ہے یا نئے مضامین کی طرف توجہ دلانے کے لئے تکرار فرماتا ہے ۔ فرمایا : وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۔ یاد رکھو اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو تو تمہیں پھر دوسرے ایام میں روزے رکھنے ہوں گے ۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ط مزید اس بات کو کھول دیا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی کو پسند فرماتا ہے تکلیف کو پسند نہیں فرماتا ۔

روزے سے مراد تکلیف دینا نہیں ہے۔

مریض کے لئے اگر وہ حقیقی مریض ہو یعنی اپنے نفس کے توہمات کا مریض نہ ہو بلکہ واقعۃً مجبور ہو ، روزہ رکھنے کی اجازت نہ دینے میں ایک بڑی حکمت یہ ہے کہ روزے کے ساتھ عبادات چلتی ہیں اور بہت سی نیکیاں اختیار کرنی پڑتی ہیں ۔ ایک شخص جو حقیقتاً مریض ہو اس کو اگر روزے کی مشقت میں بھی ڈال دیا جائے تو اس کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے ۔ اس کے لئے خیالات کی پاکیزگی اور یکجہتی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا ممکن نہیں رہتا ۔ اور وہ عبادات کا حق ادا نہیں کر سکتا ۔ اس لئے محض اس وجہ سے کہ سب نے روزے رکھے ہوئے ہیں اب روزہ رکھ لوں تو آسانی پیدا ہو جائے گی اگر وہ روزے رکھتا ہے تو یہ نیکی نہیں ہے بلکہ کمزوری کا نشان ہے ۔ پس قرآن کریم نے جو احکامات نازل فرمائے ہیں ان میں گہری حکمتیں ہیں اُن سے پوری طرح استفادہ کرنا چاہیئے لیکن شرط یہ ہے کہ مرض حقیقی ہو اور نفس کا بہانہ نہ ہو ۔

پھر فرمایا : وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ تاکہ تم اس عدت کو پورا کرسکو ۔ جب یہ فرمایا کہ اگر بیمار ہو یا سفر پر ہو تو تم نے رمضان میں روزے نہیں رکھنے ، بعد میں رکھنے ہیں تو بعد میں

رکھنے کی حکمت اب بیان فرمائی ہے کہ ہم بعد میں اس لئے کہہ رہے ہیں تاکہ تم اس عدت کو جو مومنوں پر فرض کی گئی ہے پورا کر سکو اور اس سے محروم نہ رہ جاؤ۔ پس بعد کے روزے رکھو کہ تم مہینے کے تیس روزوں کی تعداد پوری کر لو گے یا ۲۹ کی تعداد پوری کر لو گے تو تمہیں اطمینان ہو جائے گا کہ تمہیں کوئی ایسا نقصان نہیں ہوا جس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

اس میں مریضوں اور سفر والوں کو یہ تسلی دی گئی ہے کہ اگرچہ تم رمضان کے مبارک مہینے میں روزے نہیں رکھ سکے لیکن تمہارے بعد کے روزے خدا کے نزدیک ایسے ہی ہوں گے جیسے تم نے رمضان کے روزوں کی عدت پوری کر لی ہو اور تمہیں کوئی روحانی نقصان نہیں ہے۔ جب نقصان کوئی نہیں ہے تو بے وجہ پھر تکلف کر کے رمضان میں روزے رکھنا جائز نہیں۔

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ! وَ اِذَا سَاَلَکَ ۔۔۔۔ اگر تجھ سے میرے بندے میرے بارہ میں دریافت کریں فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ تو میں قریب ہوں۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعوت کو سنتا اور اس کا جواب دیتا ہوں۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ۔ شرط یہ ہے کہ وہ بھی میری باتوں پر لبیک کہا کریں اور جن نیکیوں کی طرف میں ان کو بلاتا ہوں اُن پر عمل کیا کریں۔ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ اور مجھ پر ایمان لائیں لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

اس مضمون کا روزوں کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے اور اس رکوع سے روزوں کا جو یہ ذکر چلا ہے اس کا پہلے رکوع میں مذکور عبادات کے ساتھ گہرا تعلق ہے کیونکہ اس سے پہلے رکوع میں زکوٰۃ کا یعنی مالی قربانی کا ذکر چل رہا تھا اور پہلے رکوع سے بھی پہلے کا یہ مضمون شروع ہوا ہے تو درحقیقت یہ دو الگ الگ باتیں بیان نہیں بلکہ ایک ہی چیز کے دو مختلف پہلو بیان ہو رہے ہیں۔ خدا کی خاطر مالی اور جانی قربانی کیسے کی جاتی ہے اور خدا تم سے کیا توقع رکھتا ہے۔ کن شرائط کے ساتھ اس قربانی کو قبول فرمائے گا اور ان قربانیوں کے نتیجہ میں تمہیں کیا کچھ حاصل ہو گا۔

زکوٰۃ کے مالی حصے کے متعلق ذکر فرما کر اُس کے فوائد بیان کر دیئے اور بتایا کہ اس سے تمہارے اموال میں کمی نہیں آئے گی بلکہ وہ بڑھیں گے۔ تمہارے اعمال میں پاکیزگی پیدا ہو گی اور تمہیں برکتیں نصیب ہوں گی۔ ہر طرح سے نشو ونما ہو گی۔ ان آیات میں جس زکوٰۃ کا ذکر فرمایا ہے اس کی جزاء خدا خود ہے اور یہ یعنی روزہ مالی اور جانی قربانی جو زکوٰۃ کے عنوان کے تابع آتی ہیں ان کا معراج ہے۔ دوسری عبادتیں جیسا کہ نماز ہے وہ اپنا ایک الگ مرتبہ اور مقام رکھتی ہیں۔ وہ زکوٰۃ میں شمار نہیں ہوتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازوں کی عبادت کو زکوٰۃ سے الگ بیان فرمایا ہے اور بعض پہلوؤں سے روزوں پر فضیلت دی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون پر جو روشنی ڈالی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سارا مضمون مربوط ہے اور یہ باتیں ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ شَیْءٍ زَکٰوۃٌ وَ زَکٰوۃُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ وَ الصِّیَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ (سنن ابن ماجہ)۔ آپ نے فرمایا کہ

ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزے ہیں

اور روزہ نصف صبر ہے۔ نصف صبر اس لئے فرمایا کہ صبر میں کسی چیز سے کلیۃً محرومی پر انسان جو حوصلہ دکھائے اور راضی برضا رہے یہ سارا مضمون بھی داخل ہے لیکن رمضان شریف میں روزے کے دنوں میں انسان جو صبر دکھاتا ہے اس اُمید پر دکھاتا ہے کہ تھوڑی دیر کی بات ہے یا چند دنوں کی بات ہے۔ پھر مجھے کھانے پینے کی ہر جائز چیز سے استفادہ کی کھلی چھٹی مل جائے گی تو نصف صبر فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں حدیثیں صحیح ہیں اور درست ہیں اور ان میں کوئی ملاوٹ نہیں ہے۔ وہاں اُن کی عظیم الشان روشن نشانیاں موجود ہیں۔ ایسی گہری حکمت کی باتیں ہیں جو ایک حدیث وضع کرنے والے کے ذہن میں آ ہی نہیں سکتیں۔ اب مثلاً صبر کہہ دینا کافی تھا۔ آج جو آپ نے یہ بات سنی ہے جنہوں نے پہلی دفعہ سنی ہے ان کے ذہن کے کسی گوشہ میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ نصف صبر کی بات کریں۔ پس یہ عارف باللہ کا کلام ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کلام پر کھلی کھلی شہادت ہے۔

پس آپ نے فرمایا کہ یہ زکوٰۃ ہے اور زکوٰۃ کی ایک قسم ہے اور اس قسم میں نصف صبر کا ثواب بھی شامل ہو جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا اس سے پہلے رکوع میں زکوٰۃ کا مضمون چل رہا ہے تو دیکھیں قرآن کریم کی آیت کس طرح ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ مضبوط رشتے ہیں اور ایک تسلسل ہے جس میں عرفان کا ایک دریا بہتا چلا جا رہا ہے۔

اسی ضمن میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک اور حدیث بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں (وقت بچانے کے لئے صرف ترجمہ پر ہی اکتفا کروں گا) یہ بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان فرمودہ حدیث ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے سب کام اُس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزاء بنوں گا۔ یہ وہی مضمون ہے جس کی طرف میں نے قرآن کریم کی ان آیات پر روشنی ڈالتے ہوئے اشارہ کیا تھا۔ روزے کی ہدایت کے معاً بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کہ اگر لوگ میرے متعلق تجھ سے سوال کریں یا جب میرے متعلق تجھ سے سوال کریں تو میں قریب ہوں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر شخص جب خدا کے متعلق پوچھے تو خدا وہیں اس کی باتوں کا جواب دینے لگے گا۔ جو روزے کی عبادت جیسا کہ حق ہے ادا کرے اُس کی جزاء کا بیان ہو رہا ہے اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزے کی جزاء میں خود ہوں۔ قرآن کریم کی یہ آیات اسی مضمون کو بیان فرماتی ہیں اور یہی اس مضمون کا پہلے مضمون سے تعلق ہے کہ جو شخص خدا کی خاطر خدا تعالیٰ کی فرمودہ شرائط کے مطابق روزے رکھتے ہیں ان کو کیا جزاء ملے گی جیسا کہ زکوٰۃ کی جزاء پہلے بیان ہوئی ہے اس زکوٰۃ کی جزاء یہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے۔ میں خود اس کی جزاء ہوں۔ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ ان کو بتا دے کہ روزوں کے نتیجہ میں، ان عبادات کے نتیجہ میں میں ان کے قریب ہو جاؤں گا یا اُن کو اپنے قریب دکھائی دوں گا اور اتنا قریب کہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ جب پکارنے والا مجھے پکارے گا تو میں اس کی باتوں کا جواب دوں گا۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ۔ اس معنی میں فَلْیَسْتَجِیْبُوْا کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ یہ نشانات دیکھیں گے تو پہلے سے بڑھ کر میری اطاعت کریں گے۔ پس ایسے لوگوں کو میں نصیحت کرتا ہوں جن پر میں خود جزاء بن کر ظاہر ہوں کہ پہلے سے بڑھ کر میری ہدایات پر لبیک کہیں اور وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ۔ اور ایمان کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوتے ہوئے مجھ پر ایمان لائیں۔

بغیر ایمان کے تو خدا کو دیکھنا ممکن ہی نہیں ہے

خدا سے سوال و جواب اور دعاؤں کی قبولیت کا نشان بے ایمان لوگوں کو تو عطا ہوا ہی نہیں کرتا تو وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ کا مطلب ہے کہ ایمان کے اعلیٰ تر مقامات بھی آتے چلے جاتے ہیں۔ ایمان کا ایک مقام ہے جس سے انسان سفر کا آغاز کرتا ہے اور دن بدن جتنا وہ خدا کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے اس کے ایمان میں ترقی ہوتی چلی جاتی ہے۔ مزید نشانات ظاہر ہوتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ خدا تعالیٰ سے الہامات کا شرف حاصل کرے مکالمہ مخاطبہ کی سعادت اس کو نصیب ہو۔ صاحب کشف ہو جائے۔ سچی رؤیا اُس کو دکھائی دینے لگیں۔ یہ ساری باتیں اور تجربے ہیں جو خدا کے قرب رکھنے والوں کے تجارب ہیں۔ جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو فرمایا: اس کا ایمان اور ترقی کرتا ہے۔ اس کی اطاعت کی طاقت بڑھتی ہے۔ پس ان معنوں

میں فرماتا ہے کہ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ۔ تاکہ وہ مزید ہدایت پاتے چلے جائیں۔ اور یہ ایک نہ ختم ہونے والا رستہ ہے۔ يَرْشُدُونَ میں ایک جاری دریا کا سا مضمون بیان ہوا۔ ایک ایسے مسافر کا سا مضمون ہے جو رستے پر چلتا چلا جاتا ہے اور ہر قدم اُسے مزید ہدایت کی طرف لیجاتا ہے۔

پھر فرمایا: إِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ۔ وہ میرے لئے عمل کرتا ہے پس میں اس کا اجر ہوں۔ اس میں ایک چھوٹی سی مشکل ہے جس کا حل کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسان جو دوسرے اعمال کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے اور روزہ میرے لئے رکھتا ہے حالانکہ

کوئی عمل بھی جو خدا کے لئے نہ کیا جائے وہ بے معنی اور نامراد ہوتا ہے

اور مؤمن کی شان کے تو خلاف ہے کہ وہ سارے عمل اپنے لئے کرے اور صرف ایک روزے کا عمل خدا کی خاطر کرے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تو یہ حال تھا کہ کوئی ایک ادنیٰ سی حرکت بھی اور ادنیٰ سا سکون بھی ایسا نہیں فرماتے تھے جو خدا کی خاطر نہ ہو۔ بیوی کے منہ میں لقمہ بھی ڈالتے تھے تو اللہ کی خاطر تو پھر آپ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ اس کو خوب سمجھ لینا چاہیئے ورنہ کسی غلط فہمی کا شکار بھی ہو سکتے ہیں۔ مومن کی ہر عبادت بالآخر خدا کی خاطر ہوتی ہے۔ پھر روزے میں اور عام عبادت میں یہ کون سی تفریق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمائی اِس مضمون کو سمجھنا چاہیئے۔

ہم روز مرّہ جو عبادتیں کرتے ہیں ان عبادتوں پر اگر ہم قائم رہیں تو ہمارے لئے فی ذاتہٖ وہ کافی ہیں اور خاص طور پر یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ کھانا اور پینا جائز ہے۔ اپنی اہلیہ سے تعلقات جائز ہیں۔ اور اس قسم کی بہت سی جائز باتیں ہیں جن کی خدا نے ہمیں اجازت دے رکھی ہے۔ پس اس حالت میں زندگی بسر کرنا جس میں خدا کی عطا کردہ نعمتوں سے استفادہ کی اجازت ہے اور بعض جگہ پابندی ہے دراصل اس مضمون کو ظاہر کرتا ہے کہ پابندیاں سو فیصدی ہماری خاطر ہیں۔ اگر ہم ان پابندیوں کو توڑیں گے تو نقصان اُٹھائیں گے اور استفادہ جن شرائط کے ساتھ کرنے کی اجازت ہے اس طرح اگر استفادہ کریں تو ہمیں کوئی نقصان نہیں ہے اور ہمیں فائدہ پہنچ رہا ہے۔ پس اس سود و زیاں کے مضمون کو خوب کھول کر روز مرّہ کی زندگی میں ظاہر فرما دیا گیا اور انسان جو حقیقت میں نیکی کو سمجھتے ہوئے نیکی بجا لاتا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ سب کچھ اپنی خاطر کر رہا ہے اور رُکنے میں اِس کا فائدہ ہے جہاں روکا گیا ہے۔ چلنے میں اس کا فائدہ ہے جہاں اس کو چلنے کی اجازت دی گئی ہے۔ پس یہ سارا مضمون اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ہر چیز جو بظاہر انسان خدا کی خاطر کر رہا ہے در حقیقت اس کے اپنے فائدے کے لئے ہے۔ رمضان میں اُن چیزوں سے روکنا پڑتا ہے جن کی اجازت ہے۔ جن کے فائدے اور نقصان خوب کھول کر بیان ہونے کے باوجود بعض صورتوں میں جہاں فائدہ نقصان سے بڑھ کر ہو ہمیں اُن سے استفادہ کی اجازت دی گئی ہے۔ پس جائز چیزوں سے رُکنا یہ خدا کی خاطر ہے یعنی ہر چیز خدا کی خاطر ہی ہے لیکن رمضانِ مبارک میں یا عام روزوں کے وقت انسان جائز چیزوں سے جو رُکتا ہے اُن جائز چیزوں میں اگر نقصان ہوتا تو عام حالات میں بھی خدا روک دیتا۔ اس لئے باوجود اس کے کہ عام فائدے کے لحاظ سے وہ روز مرّہ کی زندگی میں اپنے فائدے کے سارے کام کرتا ہے۔ رمضان میں جو زائد مشقت اُٹھاتا ہے اور جائز ضرورتوں کو بھی تج دیتا ہے اور بعض صورتوں میں اس کی صحت کو خطرات بھی لاحق ہوتے ہیں۔ بہت سی تنگی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ بہت سے کاموں میں حرج بھی واقع ہوتا ہے۔ لیکن خدا کی خاطر ایسا کرتا ہے۔ پس اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کو ان معنوں میں خدا کی خاطر قرار دیا ہے کہ ایک زائد فعل ہے جو عام نیکی سے بالا ہے اور اس میں انسان ضروری نہیں ہے کہ اپنے ذاتی فوائد سمجھ کر اس پر عمل کر رہا ہو۔ تبھی بہت سے لوگ ہیں کہ جب روزوں کا مہینہ گزرتا ہے تو وہ اچانک سکون میں آجاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ خدا نے موقعہ دیا۔ بڑا بوجھ تھا۔ اس بوجھ سے ہم نکل آئے۔ یہ ان کی فطری آواز ہوتی ہے۔ وہی لوگ ہیں جو رمضان میں سکون پاتے ہیں جو بہت اعلیٰ مقامات پر پہنچ چکے ہوتے ہیں اور وہ بھی بشرطِ صحت اور بشرطِ جوانی کے ساتھ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جوانی کے ایام میں ایک بار چھ مہینے کے روزے مسلسل رکھے اور اس کے علاوہ بھی بہت روزے رکھے لیکن بڑی عمر میں خود فرماتے ہیں کہ یہ تو جوانی کے مزے تھے۔ اب تو مجھ میں یہ طاقت نہیں رہا۔ فرماتے ہیں: ایک وقت تھا کہ میں پیدل ۱۲ میل بٹالے چلا جاتا تھا اور پھر واپس بھی آجایا کرتا تھا اور مجھے کوئی تھکاوٹ نہیں ہوتی تھی۔ اب میں پانچ۔ چھ میل چلتا ہوں تو مجھے تھکاوٹ ہو جاتی ہے۔ کھانے میں تاخیر ہو تو میں دقت اور نقصان محسوس کرتا ہوں تو فرمایا کہ یہ روزوں کے مزے بھی جوانی کی باتیں ہیں تو اس لئے بعض صورتوں میں روزوں سے جسم کو نقصان بھی پہنچتا ہے اور ہر حالت میں انسان یہ نیکی نہیں کر سکتا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ عام نیکیوں سے یہ ایک مختلف چیز ہے اور خدا کی خاطر توفیق کی حد تک یہ نیکی اختیار کرنی چاہیئے۔ پس ان معنوں میں فَمَنْ تَطَوَّعَ کا ایک اور معنی ہمارے سامنے اُبھرا کہ روزے کی نیکی ایسی ہے جو مستقلاً ایک حالت پر نہیں رکھی جا سکتی۔ جبکہ وہ ساری نیکیاں جو انسان اپنے لئے اختیار کرتا ہے وہ مستقلاً ایک حالت پر رکھی جا سکتی ہیں۔ مثلاً نماز ہے۔ بیمار بھی ہو۔ بڑھاپے کی آخری حد کو بھی چھو رہا ہو نماز فرض ہی رہے گی خواہ اندورنی طور پر نماز پڑھنے کی سہولتیں مل چکی ہوں مگر روزے کی یہ بات نہیں ہے۔ روزہ یا پوری شرطوں کے ساتھ رکھیں گے یا نہیں رکھیں گے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ بیمار رہیں تو اللہ تعالیٰ کہے کہ چلو پانی پی لو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب تک بیمار ہو تھوڑا کھا لیا کرو پھل کھا کر دودھ پی کر گزارا کر لو لیکن روزہ ضرور رکھو۔ پس روزے کی نیکی کا استطاعت سے گہرا تعلق ہے۔ پس مَنْ تَطَوَّعَ کے ایک معنی یہ بنے کہ

روزہ ایک ایسی نیکی ہے جس کا انسانی استطاعت سے گہرا تعلق ہے

استطاعت نہ ہو تو اس کو اختیار نہیں کرنا چاہیئے اور اس سے نقصان ہو سکتا ہے۔ پس صاحبِ استطاعت لوگ جب تک استطاعت کے زمانہ میں ہوں اُس استطاعت سے استفادہ کریں تو اُس کی جزاء خدا بنے گا۔ اور اللہ تعالیٰ محض اپنی خاطر ایک چیز چھوڑنے والے کو جس کی عام حالت میں اجازت ہو غیر معمولی طور پر عزت بخشتا ہے اور اُسے اپنا قرب عطا فرماتا ہے۔ اب روزے کے ساتھ بعض بُرائیاں بھی لگی ہوئی ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا کہ ظاہری جسمانی کمزوریاں، بعض بُرائیاں بھی اس کے اندر نظر آتی ہیں لیکن خدا کی خاطر انسان برداشت کر سکتا ہے۔ ان میں سے ایک منہ کی بدبو ہے۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایسے لطیف مزاج کے حامل تھے کہ آپ کو جو طبعی شوق تھے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ جن سے میری فطرت کو ایک طبعی لگاؤ ہے ان میں ایک خوشبو تھی اور بدبو سے سخت متنفر تھے۔ اور یہ لطافت اور یہ نظافت آپ نے خدا سے پائی تھی۔ ہر چیز ہم خدا ہی سے پاتے ہیں۔ مگر خدا سے ان معنوں میں پانا کہ خدا کے مزاج اختیار کر کے انسان انہی رنگوں میں رنگین ہو جائے اور ویسی ہی لطافت کے مظاہرے کرے لیکن روزے کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزے دار کی منہ کی بُو بھی مجھے ایسی پسند ہے کہ مُشک کی بُو بھی اُس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی، اس لئے کہ میری خاطر کیا ہے۔ تو روزے کے کچھ ظاہری نقصانات بھی کچھ دکھائی دیتے ہیں لیکن چونکہ وہ محض اللہ کی محبت کی خاطر اختیار کیئے جاتے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ ان صورتوں کو جو عام حالات میں قابلِ نفرت ہیں ان کو بھی قابلِ محبت حالتوں میں بدل دیتا ہے ورنہ بدبو اور بدبو کی پسندیدگی ایک وقت میں اکٹھے رہتے ہوئے نظر نہیں آتے ایک دوسرے سے متضاد دکھائی

دیتے ہیں۔ اور چونکہ یہ محبت کا مضمون ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اس پر آپ مزید غور کریں تو آپ کو اپنی زندگی کے تجارب میں ایسے واقعات دکھائی دیں گے۔ جس شخص سے پیار ہو اور محبت ہو اس کی بیماری کی حالت کی بدبو اور کئی اور ایسی چیزیں جو انسان کو نہ صرف یہ کہ برداشت ہوتی ہیں بلکہ اس کی خاطر اُس کے قریب رہتے ہوئے ان چیزوں سے ایک لگاؤ بھی پیدا ہو جاتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ بُری لگنی بند ہو جاتی ہیں۔ اپنی ذات سے انسان محبت کرتا ہے اور روزانہ غسل خانے وغیرہ میں حاجات کے لئے جاتا ہے تو اپنی بُو بُری نہیں لگتی۔ بعض لوگوں کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ ہم بُو والے حصّے سے آئے ہیں لیکن کوئی شخص وہاں چلا گیا ہو تو اس کی بُو سے شدید نفرت پیدا ہوتی ہے تو یہ قُرب کی علامتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے محبت کا پیغام دیا ہے۔ فرمایا اے روزے دارو! تم میرے محبوب بن گئے ہو۔ تمہاری بظاہر بُری باتیں بھی مجھے پیاری لگنے لگ گئی ہیں اور یہ عشق کا مضمون ہے پس روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا عشق سے گہرا تعلق ہے اور محبوب کی خاطر اللہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے پیار کے لئے آپ جن چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں جن کی عام حالات میں اجازت ہے اس کی جزاء بھی پھر اللہ تعالیٰ خود بن جاتا ہے کیونکہ عاشق کی جزاء تو محبوب ہی ہے پس روزہ زکوٰۃ کا معراج ہے۔

اور روزے کا معراج رمضان ہے

جس میں قرآنِ کریم نازل ہوا اور وہ تمام برکتیں جو اُمتِ محمدیہ کو عطا ہوئیں ان کا رمضانِ شریف سے ایک گہرا تعلق ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مزید فرماتے ہیں کہ روزے کے تو دو مزے ہیں اور ہر روزے دار کی دو موجیں ہیں۔ ایک جب وہ روزہ کھولتا ہے اور ایک جب خدا [illegible] کو ملتا ہے۔ اب یہ اصل توجہ والی بات ہے جس کی طرف

میں ساری جماعت کو خاص طور پر متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

جب انسان روزہ کھولتا ہے تو اس کو اس لئے مزہ آتا ہے کہ ایک چیز کی بہت طلب پیدا ہو چکی ہوتی ہے اور جب اس طلب کی سیرابی ہو۔ جب بھوک کے وقت روٹی ملے۔ پیاس کے وقت پانی یا اور نعمتیں نصیب ہوں تو انسان کو عام حالتوں سے بہت زیادہ مزہ آتا ہے۔ اگر رمضان میں سے ہم گزر جائیں اور بھوک کی طلب اور اس کے بعد اس طلب کی سیرابی سے تو واقف ہوں لیکن خدا کی طلب اور خدا کے دیدار کی لذّت سے نہ آشنا رہیں تو یہ رمضان ایک بے معنی اور بے حقیقت سا رمضان ہو جائے گا اور اپنے مقصد کو کھو دے گا کیونکہ مقصد یہ بیان فرمایا کہ: اِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ تم رمضان میں سے گزرو تجھے مجھے اپنے قریب پاؤ گے مقصد یہ بیان فرمایا کہ میں روزے دار کی خود جزاء بن جاتا ہوں۔ ایسی وہ کیسا رمضان ہے جس میں تشنگی کے، پینے کی جزاء تو ملتی ہو لیکن روحانی تشنگی کی کوئی جزاء نصیب نہ ہو۔ اور اس کا تعلق تشنگی سے بھی ہے کہ تشنگی ہی محسوس نہ ہو۔ پس اگر تشنگی ہی محسوس نہ ہو یعنی خدا کی طلب پیدا نہ ہو اور اس کے لئے دن بدن خواہش زیادہ شدّت نہ پکڑ جائے تو یہ مرض ہے۔ وہ مریض جو لمبا عرصہ بھوکا رہتے ہیں اور ان کے باوجود کھانے کی خواہش پیدا نہیں ہوتی ان کی کھانے کی خواہش نہ پیدا ہونا ان کے لئے نعمت تو نہیں۔ یہ کہ تکلیف نہیں ہو رہی۔ کھانا نہیں کھاتے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ علامتیں بگڑے مرضوں میں ظاہر ہوتی ہیں اور کھانے کی طلب نہ ہونا یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ مریض دن بدن موت کی طرف حرکت کر رہا ہے اور اس کی زندگی کے جو گہرے سرچشمے ہیں وہ سوکھنے لگ گئے ہیں اور طلب کا زندگی کے گہرے سرچشموں سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اسی لئے میں نے اپنے ہومیوپیتھک کے ہمیشہ کے تجربہ میں یہ بات محسوس کی ہے کہ جب کسی دوا سے فائدہ ہو تو کھوئی ہوئی طلب زندہ ہونی شروع ہو جاتی ہے اور مریض جب یہ علامتیں ظاہر کرتا ہے کہ مجھے فلاں چیز دو جس سے پہلے نفرت ہو چکی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ اب خدا کے فضل سے مرض سے افاقہ ہو رہا ہے اور زندگی لوٹ کر آرہی ہے تو اس

رمضان میں ہر احمدی کو اس پہلو سے اپنا جائزہ لینا چاہئیے کہ وہ کہیں بیمار تو نہیں

رمضان سے گزر رہا ہے بھوک کے بعد کھانے کی لذّت سے آشنا ہو گیا۔ پیاسے رہتے ہوئے جب پانی ملا یا کوئی اور نعمت ملی۔ مثلاً بعض لوگ کو کوکا کولا کا شوق ہے۔ کسی کو شربت والے دودھ کا مزا آرہا ہوتا ہے ٹھنڈے مشروب کئی قسم کے ہیں اُن سے اس نے عام حالات سے بہت بڑھ کر پیاس کی وجہ سے لذّت پائی تو یہ وہ تجارب ہیں جو ہر کس و ناکس کو نصیب ہوتے ہیں کیونکہ یہ بدنی تجارب ہیں لیکن رمضان کا مقصد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تکلیف دینا نہیں ہے اور روحانی فوائد حاصل کرنا ہے۔ اگر ہمارے تجربے روحانی حدود تک محدود رہیں اور روحانی لذات کی طرف ذہن ہی نہ جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عُسر تو ہم نے حاصل کر لیا یُسر حاصل نہ کی کیونکہ قرآن کریم جب فرماتا ہے کہ اللہ یُسر چاہتا ہے تو یہاں وہ یُسر مراد ہے جو خدا تعالیٰ کی لِقاءُ کا یُسر ہے۔ جس کا قرآن کریم کی ایک اور صورت میں ذکر ہے کہ

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۝ (سورۃ الانشراح)

وہاں یُسر کی اعلیٰ درجے کی تعریف قرآن کریم نے خود بیان فرما دی۔ فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم! ہر تنگی کے بعد ہم نے آسانی رکھ دی (عُسر کا معنی ہے تنگی، یُسر کا معنی ہے آسانی) ہر تنگی کے بعد ہم نے آسانی رکھ دی اور تیری آسائش کا منتہیٰ یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کر۔ فَاِذَا فَرَغْتَ۔ پس جب دُنیا کے دھندوں سے دُنیا کی مصیبتوں اور مشکلات سے تو فارغ ہو جایا کر، فَانْصَبْ تو خدا کے حضور کھڑا ہو جایا کر وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ اور اپنے رب سے اپنا یُسر چاہ۔ تو وہ یُسر جو اس صورت میں بیان ہوا ہے وہی یُسر یہاں مُراد ہے کیونکہ یہاں بھی لقائے باری تعالیٰ کے مضمون پر یہ آیات منتج ہوتی ہیں اور وہاں جا کر انتہا پکڑتی ہیں۔

روزے کی تنگی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقصود بالذات نہیں ہے بلکہ اس کے نتیجہ میں ایک آسائش پیدا کرنا مقصود ہے۔ یاد رکھو کہ اگر تم نے اس آسائش کو نہ پایا تو روزے کی تنگی محض بیکار جائے گی اور تمہارے اوپر یہ بات صادق آئے گی کہ ہر عُسر کے ساتھ عُسر ہی ہے۔ اور اس کے بعد کوئی یُسر نہیں ہے۔ پس دُنیاوی آسائش کو جو ہر بدن کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے جو تنگی کے بعد تنگی دور ہونے پر انسان محسوس کرتا ہے۔ اس کو مقصود نہ سمجھیں۔ یہاں یُسر سے مراد وہ اصطلاحی یُسر ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی لِقاءُ مُراد ہے۔ اور قرآن کریم نے خوب کھول کر بیان فرما دیا ہے کہ اِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ میں قریب ہوتا۔ بطور جزاء کے تمہارے قریب ہوتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو خوب روشن فرما دیا تو یہ رمضان اس بات کی نگرانی کا رمضان بنا دیں کہ آپ اور آپ کے اہل و عیال لِقائے باری تعالیٰ کی تلاش کریں۔ اس کے لئے دِل میں طلب پیدا کریں اور پیاس پیدا کریں اور اگر یہ نہیں ہوتا تو پھر بیمار ہیں۔ پھر اس بیماری کا علاج شروع کرنا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلقہ ملفوظات میں بہت سے مضامین پھیلے پڑے ہیں جن کا رمضان سے تعلق ہے۔ اگرچہ تحریروں میں بھی ہے لیکن ملفوظات میں جو بے ساختگی پائی جاتی ہے اور جو گہرا اثر پایا جاتا ہے وہ اپنا ایک الگ مزاج رکھتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ

عام تربیت کیلئے ملفوظات کا استعمال بہت زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے

پس جماعتوں کو بھی متعلقہ ملفوظات کی تلاش کر کے عام کرنا چاہئیے اور اس رمضان میں انتظامیہ کو یہ کوشش کرنی چاہئیے کہ زیادہ سے زیادہ روحانی تربیت کی طرف توجہ ہو اور مقصود بالذّات خدا تعالیٰ ہو۔ یعنی اس رمضان سے گزر کر اولیاء اللہ پیدا ہوں۔ اس رمضان سے گزر کر اعلیٰ درجے کے معنوں میں اولیاء اللہ نہ سہی مگر کثرت سے ایسے احمدی پیدا ہوں جو خدا کے قرب کا لطف اُٹھا چکے ہوں جن کی باتوں کا خدا نے کسی نہ کسی رنگ میں جواب دے دیا ہو خواہ سچی خوابوں کے ذریعہ

دیا ہو خواہ دل کے اندر عام توجہ پیدا کر کے دیا ہو۔ بعض دعاؤں کی حالتوں میں غیر معمولی طور پر گریہ کی توفیق عطا فرمائی ہو اور اس کے نتیجہ میں سکینت بخشی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے اظہار کے کئی طریق ہیں۔ کچھ چھوٹے ابتدائی ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو آگے بڑھتے ہوئے اولیاء اللہ کے قریب ہو جاتے ہیں اور پھر انسان وہ لطف بھی اٹھاتا ہے جو اولیاء اللہ کے لطف ہیں اور جب میں اولیاء اللہ کی بات کرتا ہوں تو اسمیں تمام انبیاء شامل ہیں۔ سب سے بڑا ولی نبی ہوا کرتا ہے۔ اور اولیاء اللہ کی اصطلاح عملاً روحانی مراتب میں سے چاروں مراتب پر اطلاق پاتی ہے یعنی صالح شہید صدیق اور نبی۔ پس ان وسیع تر معنوں میں ہمیں خدا تعالیٰ کا ولی بننے کی کوشش کرنی چاہیئے اور روزہ ہمیں اس ولایت کے حصول کے قریب تر کر دیتا ہے۔ سب سے بہتر سواری جس پر بیٹھ کر ہم خدا کا قرب اختیار کر سکتے ہیں وہ روزے کی سواری ہے کیونکہ اسمیں بیٹھنے سے بیشتر اس سے کہ آپ سفر شروع کریں اللہ تعالیٰ کی آواز آتی ہے۔ اِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ یعنی

اگر صحیح معنوں میں آپ روزہ دار بن جائیں

اور اس کے سارے حقوق ادا کریں تو اللہ تعالیٰ کی قرب کی آواز آپ کو عطا ہو گی۔ اس ضمن میں سارے گھر کا ماحول درست کرنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً گھروں میں عبادات کا ایک ذوق شوق پیدا کرنا چاہیئے۔ بڑے چھوٹے سارے فرضی عبادات بھی بڑی توجہ سے ادا کریں اس کے علاوہ نفلی عبادات کریں۔ تہجد کے وقت ماں باپ اُٹھیں تو بچوں کو بھی اُٹھائیں اور اُن کو بتائیں کہ صرف کھانا مقصود نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی لقاء مقصود ہے۔ پہلے عبادتیں کرو پھر وقت نکالو اور کھانے کے لئے آؤ اور اُن کو اُن کی عقلوں اور ان کے علم کے مطابق خدا تعالیٰ کا پیار پیدا کرنے کے لئے کچھ باتیں بتائیں۔ کوئی ذوق شوق ان کے دلوں میں پیدا کریں۔ بچپن میں یہ آسان ہوتا ہے اور اگر انسان خدا تعالیٰ سے دوری کی حالت میں لمبا عرصہ گزار دے تو بڑی عمر میں اس کی گندی عادتیں دُنیا پر منہ مارنے کے رجحانات سختی اختیار کر جاتے ہیں اور اس کے لئے پھر نرمی کے مضامین کی طرف لوٹنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پس نرمی کے مضامین جو دِلی کو نرم کریں جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے انسان کو تیار کریں وہ بچپن سے ہی دلوں میں ڈالنے چاہئیں اور

عبادات کا ماحول گھروں میں پیدا کرنا چاہیئے۔

تلاوت کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ ہر بچے کو آپ جب تلاوت کی عادت ڈالنے کی کوشش کریں گے تو آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اکثر بچوں کو تلاوت کرنی ہی نہیں آتی اور وہ جو میں کئی سال سے انصار، خدام، لجنہ کے پیچھے پڑا ہوا ہوں کہ خدا کے لئے اس طرف توجہ کرو۔ اس نسل کو کم سے کم صحیح تلاوت تو سکھا دو ورنہ ہم خدا کے حضور پوچھے جائیں گے اور ہماری اگلی نسلوں کی بے اعمالیاں بھی ہم سے سوال کریں گی تو اس طرف بھی توجہ پیدا ہو گی۔ ان تینوں تنظیموں کے عہدیداروں کو اس دوران تجربہ ہو جائے گا کہ کس حد تک ہم نے ان نصیحتوں پر عمل کیا ہے اور ہر گھر کو پتہ چل جائیگا کہ کس حد تک انہوں نے ان خدمت کرنے والوں سے خود اپنی بھلائی کی خاطر تعاون کیا ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس پہلو سے بہت سے خلا ہیں۔

پس یہ رمضان ایک بیداری کا رمضان بن جائے۔ ہوش کا رمضان بن جائے۔ اپنے تجزیہ کا رمضان بن جائے اور انسان ان دونوں پہلوؤں سے اپنا جائزہ لے کہ کیا میں دین کی ابتدائی ضروری باتیں پوری کرنے کی طرف متوجہ ہو چکا ہوں کہ نہیں۔ کیا میرے گھر میں ہر بچے ہر بڑے کو قرآن کریم کی تلاوت کرنی آ گئی ہے کہ نہیں اور کیا اس رمضان کے ساتھ عبادتوں میں ذوق شوق بڑھا ہے کہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کی طلب پیدا ہوئی ہے کہ نہیں۔ خدا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی کی مدد سے سب کچھ ہونا ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن۔ اے ہمارے رب! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی عبادت کرنا چاہتے ہیں۔ تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ تو ہمیں توفیق عطا فرما کہ آج دُنیا کی تمام قوموں میں سب سے زیادہ عبادت گزار احمدی بن جائیں اور ان کی عبادات تیرے حضور درجۂ قبول پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

تعزیت نامہ

بر وفات حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

اپنے مولیٰ سے تو ہم نے رات دن یہ کی دُعا
پیارے آقا کو نہ پہنچے کوئی بھی غم اے خدا
اَے میرے مُحسن میرے پیارے میرے شافی خدا
سیّدہ کو اپنے تُو فضل و کرم سے دے شفا
آئی ہے تقدیر تو بھی ٹال دے پیارے خدا
پیارے مولیٰ بدل دے تقدیر کا لکھا ہوا
اُن کی صحت کیلئے آقا نے کیا کچھ نہ کیا
کارگر نہ ہو سکی اُن کے لئے کوئی دوا
رات کے بارہ ۱۲ بجے کے بعد جب آئی قضا
سیّدہ کا اِس جہاں سے رابطہ جاتا رہا
اِنَّا لِلّٰہ جب کہا تو دِل سے نکلی یہ دُعا
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھَا۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھَا
کیا ہی خوش قِسمت تھیں موصوفہ ہوئیں جب الوداع
رات بھی جُمعہ کی تھی اور دِن بھی جُمعۃ الوداع
برکتوں والا مہینہ رحمتوں والے اَیّام
بخششوں والے یہ دِن تھے آخری ماہِ صیام
عارضی ہے زندگی دُنیا تو ہے یہ اِک سَرا
ہم بھی راضی ہیں مبشّر جو ہو مولیٰ کی رضا

طالب دُعا:۔ محمود احمد مبشّر درویش قادیان

حزب اللہ میں داخل ہونا

"ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ تم حزب اللہ بن جاؤ۔ اسلام اور اللہ تعالیٰ کی محبت۔ نیکی سچائی اور محبت اپنے دلوں میں پیدا کرلو۔ دُنیا کی بہتری کی کوشش میں لگ جاؤ بنی نوع کی خدمت کا شوق اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ اسلام کا کامل نمونہ بن جاؤ۔ اگر تم حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ تو پھر تمہیں ذاتی نصرت بھی حاصل ہو گی اور طفیلی بھی۔"

(فرمان حضرت مصلح موعودؓ)

خطبہ جمعہ

میں آپ کو مسیح محمدی کی غلامی میں خدا کی طرف نصرت کیلئے بلاتا ہوں

اگر آپ اس آواز پر لبیک کہیں گے تو میں آپ کو فتح قریب کی خوشخبری دیتا ہوں

اگر ہم ان نصیحتوں پر عمل کریں جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے رکھی ہیں تو ہرگز بعید نہیں کہ اس صدی میں تمام دنیا پر اسلام غالب آجائے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۷ ؍تبلیغ (فروری) ۱۳۷۱ ہش ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

نوٹ :۔ محترم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ درج ذیل خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے ——— (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیاتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ○ ع

(سورۃ الصف : آیات ۱۱ تا ۱۵)

بعدہ حضور انور نے فرمایا :۔

گذشتہ جمعہ میں میں نے یہ مضمون کھول کر بیان کیا تھا کہ

جمعہ کا ایک معنی

جمع کرنے کے ہیں اور آخری زمانہ میں جب تمام دنیا کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کیا جانا مقدر ہے تو اس کا ذکر سورۂ جمعہ میں ملتا ہے اور آخرین میں ظاہر ہونے والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے جس غلام کامل کا ذکر سورۃ جمعہ میں کیا گیا ہے اسی کے زمانہ میں تمام دنیا کو امت واحدہ بنانا مقدر ہو چکا تھا اور اسی کا ذکر ہے جو قرآن کریم کی دیگر آیات میں ملتا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق یہ خوشخبری دی گئی کہ آپ کے دین کو لازماً دنیا کے تمام ادیان پر غالب کر دیا جائے گا لیکن یہ کیسے ہوگا اور اس ضمن میں وہ آخرین یعنی جماعت احمدیہ سے منسلک وہ عبید خدمت روحیں جن کو خدا تعالیٰ نے اس عظیم الشان کام کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ وہ کیا کریں اور کیسے کوشش اور جد و جہد کریں کہ اس عظیم الشان بلند مقصد کو حاصل کر سکیں۔ عاجز بندے ہیں۔ بے اختیار ہیں بے کس ہیں۔ بے بس ہیں۔ دنیا کے لحاظ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ لیکن ایک بہت بڑا مقصد اور ایک بہت عظیم الشان فریضہ ہے جو مسیح موعودؑ کے ان عاجز غلاموں کے سپرد فرمایا گیا۔ اسے کیسے حاصل کیا جائے گا۔ اس ضمن میں قرآن کریم نے جو طریق بتایا ہے وہ میں آج آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

سورۂ جمعہ سے پہلے سورۂ صف ہے اور الصف اور الجمعہ کے مضامین ایک دوسرے سے گہرا رابطہ رکھتے ہیں۔ سورۂ جمعہ میں جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا جس اذان کا ذکر ہے وہ تو ایک ایسی اذان بھی ہے جو ہر جمعہ کو ہر مسجد سے دی جاتی ہے لیکن ایک وہ عالمی اذان بھی ہے جس کو امام مہدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دین کی طرف بلاتے ہوئے دینا تھا اور سورۂ الصف میں اس امام مہدیؑ کے ظہور کا ذکر موجود ہے جس نے مسیح کی شکل میں احمد کی تمثیل بن کر اس دنیا میں آنا تھا۔ یہ ایک تفصیلی اور لمبا مضمون ہے لیکن اگر آپ سورہ الصف کا بغور مطالعہ کریں اور اس کے بعد سورہ الجمعہ کے مضامین پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ الصف میں جس غلام کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی گئی تھی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی احمد شان کا مظہر بن کر دنیا میں آئے گا اس کے سپرد جو عظیم الشان کام ہونا تھا وہ کیسے سرانجام پانا تھا اس کا ذکر سورہ الصف میں تفصیل سے موجود ہے اور سورۂ جمعہ میں بتایا گیا کہ وہ لازماً کامیاب ہوگا۔ اور ایک ایسا وقت آئے گا کہ تمام بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا جائے گا۔ پس ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ سورہ الصف میں بیان کردہ اُن صفات پر غور کرے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی صفات ہیں جن کے متعلق فرمایا گیا کہ اگر تم یہ صفات اختیار کرو گے۔ یہ اطوار اپنا لو گے۔ اپنی زندگی کو اس طرز پر ڈھال لو گے تو ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ وہ فتح جو بظاہر دور دکھائی دیتی ہے۔ وہ قریب لائی جائے گی اور وہ نصرت جس کے وعدے تم سے کئے گئے تھے تم اپنی آنکھوں کے سامنے اس کو دیکھ لو گے۔ جو آیات قرآنی میں نے تلاوت کی ہیں یعنی جو سورہ الصف سے اخذ کی ہیں ان کا اب میں ترجمہ کرتا ہوں۔ اس سے آپ کو کھلا کھلا وہ پیغام مل جائے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کی آمد اور ان کی جماعت کی صفات کے طور پر کھول کر دیا۔ یہ کہنا کہ اس کا تعلق صرف مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے ہے درست نہیں۔ اس لئے پیشتر اس سے کہ میں ان آیات کا ترجمہ کروں اس مضمون کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے اول اور سب سے آخر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کے ساتھی ہیں۔ تمام پیشگوئیاں جن میں احمد کی پیشگوئی بھی شامل ہے اول طور پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہی ہیں پس جب میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کے متعلق یہ پیشگوئی ہے اور آپ کی صفات کا ذکر ہے تو ان معنوں میں نہیں کہ صرف آپ کے لئے یہ مخصوص تھیں اور کسی اور کے لئے نہیں بلکہ ان معنوں میں کہ یہ تمام پیشگوئیاں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کے غلاموں کے لئے ہیں اور جو صفات حسنہ بیان ہوئی ہیں وہ بھی آپ کے غلاموں پر صادق آتی ہیں لیکن آخرین کے پل کے ذریعہ، آخرین کے رابطے کے ذریعہ جو سورۂ جمعہ نے ہمارے سامنے رکھا آپ کو اولین سے ملا یا گیا ہے اور ملانے کے معنی

یہ تو بہرحال نہیں لئے جا سکتے کہ ایک وقت میں یا ایک جگہ پر اکٹھے ہو جائیں گے۔ نہ ہم جگہ کے لحاظ سے، نہ ہم وقت کے لحاظ سے ان اولین میں شامل ہو سکتے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں بارہا فرمایا گیا۔ پس ملنے کی ایک ہی صورت ہے اور وہ صفات کے ذریعہ ملنے کی صورت ہے۔ اخلاق کے ذریعہ ملنے کی صورت ہے۔ کردار کے ذریعہ ملنے کی صورت ہے اور لگن کے ذریعہ ملنے کی ایک صورت ہے۔ پس یہی وہ مضمون ہے جو سورۃ الصف میں اس رنگ میں بیان فرمایا گیا کہ اوّلین پر تو ضرور صادق آیا لیکن آخرین پر بھی صادق آئے گا اور لازم تھا کہ آتا کیونکہ اس کے بغیر آخرین کو اوّلین کے ساتھ ملایا جانا ممکن نہیں۔ پس اس وضاحت کے ساتھ اب آپ اس ترجمہ کو پیش نظر رکھیں جو میں آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔ فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کیا میں تمہیں

ایک تجارت کی اطلاع

نہ دوں۔ ایک تجارت کی خبر نہ دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے گی۔ دنیا کی کوئی تجارت ایسی نہیں جو کسی کو دردناک عذاب سے بچا سکے۔ پس تجارتوں کے دور میں جبکہ دنیا کی توجہ بیع کی طرف ہو اُس وقت ایک ایسی تجارت کی خوشخبری دینا جو ہر تعلیم کے دردناک عذاب سے نجات کی ضمانت دیتی ہو ایک بہت عظیم الشان خوشخبری ہے۔ فرمایا وہ کیسے ہوگا۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یہ تجارت اس طرح کی جاتی ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور پھر اُس کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کا جہاد کرو یعنی اس تجارت کو تم اس طرح پاؤ گے کہ تم خدا پر ایمان لاؤ گے۔ اُس کے رسول پر ایمان لاؤ گے اور خدا اور رسول کی راہ میں اپنے اموال کا بھی جہاد کرو گے اور اپنی جانوں کا بھی جہاد کرو گے۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ اگر تمہیں پتہ ہو کہ اس تجارت کے کیسے کیسے فائدے ہیں، اگر تم اس تجارت کی حقیقت سے آگاہ ہو جاؤ تو تمہیں سمجھ آئے گی کہ یہ تجارت تمہارے لئے ہر دوسری چیز سے بہتر ہے۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ یہ ایسی تجارت ہے جس میں بھلائی ہی بھلائی ہے اور کوئی نقصان کی بات نہیں۔ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کا یہ معنی بھی لیا جا سکتا ہے کاش تمہیں علم ہوتا۔ کاش تم سمجھ سکتے۔ اگر تم سمجھتے تو ضرور یہ بات جان لیتے کہ اس تجارت میں بہت بڑے فوائد ہیں اور کچھ فوائد خدا اس کے بعد گن کر بتاتا ہے۔ فرمایا: يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اس تجارت کا ایک بڑا فائدہ تو یہ ہوگا کہ خدا تمہارے گناہوں سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔ کون انسان ہے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ میں گنہگار نہیں ہوں۔ جو گنہگار نہیں تھے وہ بھی استغفار ہی کرتے رہے۔ سب سے بڑھ کر معصوم اور قطعی طور پر معصوم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات تھی آپ کا بھی لمحہ لمحہ استغفار میں گزرا۔ پس وہ لوگ جو حقیقتاً گناہوں میں ڈوبے پڑے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب کسی نہ کسی گناہ میں ملوث نہ ہو جاتے ہوں۔ ان کے لئے کتنی بڑی خوشخبری ہے۔ فرمایا تم اس تجارت میں لگ جاؤ تو ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے گناہوں سے مغفرت کا سلوک فرمائیں گے اور تمہیں بخشش دیں گے۔ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور ایسی جنتوں میں تمہیں داخل کریں ..... جنہیں تمہارے قدموں تلے نہریں بہہ رہی ہوں۔ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً اور بہت ہی پاکیزہ گھر میسر ہوں۔ فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ایسی جنتوں میں جو ہمیشگی کی جنتیں ہیں، کوئی عارضی مقام نہیں ہے۔ کوئی ایسا گھر نہیں ہے کہ آج دیا اور کل چھین لیا یا آج دیا اور کل کسی نے باہر نکال دیا بلکہ ایسا گھر ہے جو ہمیشگی کا ہے اور کوئی اس میں سے تمہیں باہر نہیں نکال سکے گا۔ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ اسے کہتے ہیں عظیم کامیابی۔ یعنی یہ مقصد حاصل ہو جائے کہ انسان کے گناہ بخشے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ اُسے ہمیشگی کی جنتیں عطا ہو جائیں تو اسی کا نام فوز عظیم ہے۔ یہ فوائد ہیں جو اس تجارت سے ہیں جس کا اوپر ذکر کیا گیا لیکن ان فوائد کا تعلق خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے سے ہے یعنی آخرت سے ہے۔ دور کے فوائد ہیں اگرچہ وہ دور ہر انسان کے قریب بھی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ کس وقت وہ مر کر خدا کے حضور حاضر ہو جائے گا لیکن جو لوگ اس دنیا میں مگن رہتے ہیں ان کو وہ دنیا جو مرنے کے بعد نصیب ہوتی ہے بہت دور دکھائی دیتی ہے۔ پس پہلے وہ فوائد بیان کئے جو حقیقی ہیں۔ جو اصلی ہیں جو لازماً نصیب ہوں گے اور ہمیشہ کے لئے ہوں گے اور اوّلیت ان ہی کو ملنی چاہئے لیکن پھر دنیا کے فوائد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ تمہیں جو برکتیں اس جہاد سے نصیب ہوں گی وہ صرف مرنے کے بعد نہیں ہوں گی بلکہ اس دنیا میں اپنی آنکھوں سے اپنے جیتے جی تم اُن برکتوں کو دیکھ لو گے اور وہ کیا ہیں۔ فرمایا، وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا۔ اور

ایک دوسری بڑی کامیابی

تمہیں یہ نصیب ہوگی جو تم دل و جان سے چاہتے ہو اس سے تمہیں محبت ہے یعنی نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں نصر عطا ہوگی۔ نصرت عطا ہوگی اور فتح تمہارے قریب لائی جائیگی۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! مومنوں کو بشارت دے دو کہ ایسا ہوگا اور ضرور ہو کر رہے گا۔

اب یہاں نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ کی جو خوشخبری ہے اسی کی تفصیل سورۃ النصر میں ہمیں یوں ملتی ہے کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کہ وہ وقت یاد کرو جب تم خدا کی نصرت اور فتح کو دیکھو گے۔ جب نصرت اور فتح تمہیں عطا کی جائیگی اور اس شکل میں کہ فوج در فوج لوگ خدا کے دین میں داخل ہو رہے ہوں گے اور فرمایا کہ مومنوں کو سب سے زیادہ اس چیز سے محبت ہے۔ ہر وقت وہ یہ چاہتے ہیں کہ ایسا ہو کاش ہم اپنی آنکھوں سے وہ فتح کا دن دیکھ لیں تو فرمایا جس تجارت کی طرف ہم تمہیں بلا رہے ہیں اس تجارت کے دائمی فائدے تو ہیں ہی جو لازماً نصیب ہوں گے لیکن تم چاہتے ہو کہ مرنے سے پہلے فتح اور نصرت کا دن بھی دیکھ لو۔ اگر یہی تمہاری تمنا ہے اسی مقصد سے تمہیں دلی محبت ہے تو فرمایا جو تجارت کرنے کے لئے ہم تمہیں ہدایت دے رہے ہیں وہ تجارت کرو۔ اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ وہ نصرت اور فتح ضرور عطا فرمائے گا اور یہ یقین دلانے کے لئے فتح کو قریب لا کر دکھایا گیا کہ اگرچہ آخری زمانہ میں فتح دور دکھائی دے گی اور بظاہر ناممکن ہوگا کہ کوئی ایک نسل اپنی آنکھوں سے اس فتح کو دیکھ لے لیکن اگر اس تجارت میں مگن ہو جائے جس تجارت کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ اس فتح کو قریب کیا جائیگا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں کو بشارت دو۔ اعلان عام کر دو کہ خدا کے فضل کے ساتھ یہ ساری نعمتیں تمہیں عطا ہونے والی ہیں۔ اس کے بعد فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ جس تجارت کا ذکر گزرا ہے اس تجارت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دو۔ كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ۔ تم خدا سے نصرت چاہتے ہو تو خدا کی تو کرو جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ نصرت کیلئے خدا کے حضور حاضر کر دو یعنی اپنی سب طاقتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نصرت کرو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہاری نصرت فرمائیگا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسان اپنی ساری زندگی میں روز مرہ تجربہ میں دیکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے اگر کوئی شخص پیاسا ہو کچھ آپ کے حضور پیش کرے تو فطری تقاضا ہے کہ آپ بدلے میں کچھ اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں لیکن جب بھی فطری تقاضا کہتا ہوں تو مراد ان لوگوں کا فطری تقاضا ہے جن کی فطرت سلیم ہو جن کی فطرت پر میل نہ پڑ گئی ہو۔ جو وہی فطرت رکھتے ہوں جس فطرت پر پیدا کئے گئے تھے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر انسان کو صحیح سچی فطرت پر پیدا کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت پر انسان کو پیدا کیا ہے۔ پس یہ جو مضمون ہے کہ اللہ کی فطرت پر انسان پیدا کئے گئے اس مضمون سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اگر آپ کی فطرت صحیح ہو اور اس میں دنیا کی ملونی کی وجہ سے گندگی شامل نہ ہو گئی ہو تو خدا تعالیٰ آپ سے جو سلوک کرے گا اُسے پہچاننے کے لئے اپنے نفس کو پہچانیں جو سلوک آپ خدا تعالیٰ سے چاہتے ہیں یہ دیکھیں کہ آپ وہ سلوک کس صورت میں لوگوں سے کیا کرتے ہیں اور لوگ وہ سلوک آپ سے کب کیا کرتے ہیں۔ پس اپنے نفس کو پہچاننے کے ذریعہ تم خدا کو پہچان سکو گے اور خدا تعالیٰ سے تعلقات کو درست کر سکو گے۔ پس یہ وہی مضمون ہے جو بیان فرمایا گیا پہلے فرمایا نصرت تمہیں ضرور عطا ہوگی اگر تم وہ تجارت کرو جس کی طرف تمہیں بلایا جا رہا ہے لیکن ساتھ ہی یہ فرمایا گیا کہ اُس

تجارت کے لئے شرط

ہے کہ خدا کے انصار بن جاؤ یعنی خدا کی خاطر مسیح کے انصار بنو۔ جو لفظی ترجمہ ہے وہ یہ ہے کہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ کہ مسیح نے کہا کہ کون ہیں جو میرے انصار بنیں اللہ کے لئے تو مراد یہ ہے کہ مسیح موعود، آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا مسیح جو مسیح محمدی ہوگا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تمام دوسرے ادیان پر غالب کرنے کے لئے آئیگا تمہیں اس کا انصار ہونا پڑے گا اور انصار بھی دل وجان کے ساتھ۔ جو کچھ تمہارے حضور ہے، تمہارے پاس ہے اس کے حضور حاضر کرنا ہوگا۔ اپنی جان کے تحفے بھی پیش کرنے ہوں گے۔ اپنے اموال کے بھی تحفے پیش کرنے ہوں گے اور دن رات یہ لگن لگانی ہوگی کہ ہم جسطرح بھی بس چلے جو کچھ بھی ہمارا اختیار ہے ہم نصرتِ دین کے لئے اپنے آپ کو ناصر بنادیں اور خدا کی راہ میں جو کچھ بھی ہم خدمت کر سکتے ہیں وہ بجالائیں۔

انصار اللہ میں ایک دائمی حالت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اگر نصرت طلب کی جائے تو نصرت وقتی بھی ہو سکتی ہے لیکن مسیح ناصری کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس نے وقتی نصرت طلب نہیں کی تھی۔ چند قربانیوں کی طرف نہیں بلایا تھا اُس نے کہا تھا کہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ کون ہے جو اللہ کی خاطر میرا مددگار بنتا ہے اور یہاں انصار سے مراد ہے ساری زندگی کے لئے مددگار بنا رہنا۔ کسی عارضی مدد کے لئے پیش نہ کرنا بلکہ ہمیشہ کے لئے خادموں کی فہرست میں شامل ہو جانا۔ چنانچہ اس مضمون کو سمجھتے ہوئے انہوں نے یہی جواب دیا کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ ان کے جواب میں یہ نہیں تھا کہ ہاں ہم اللہ کے لئے تیرے مددگار بنتے ہیں بلکہ وہ اس مضمون کو خوب سمجھ گئے تھے کہ مسیح کا مددگار بننا اور اللہ کا مددگار بننا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ پس مسیح نے تو خوب وضاحت کردی کہ اللہ کی خاطر میرے مددگار بنو۔ جواب میں انہوں نے کہا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ۔ ہاں ہم حاضر ہیں ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ ہمیشہ اللہ کے مددگار رہیں گے تو مضمون ایک ہی ہے لیکن اختصار کے ساتھ بیان فرمایا گیا اور یہ بتایا گیا کہ دونوں باتیں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ پس مسیح محمدی کے انصار بننا اور اللہ کے انصار بننا یہ دو مختلف چیزیں نہیں ہیں۔ فرمایا کہ جب تم تجارت کروگے اور اس رنگ میں تجارت کروگے تو پھر یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ ضرور تمہارا مددگار ہوگا اور وہ فتح جو تمہیں دُور دکھائی دیتی ہے وہ تمہارے قریب لائی جائیگی۔ یہ وہ مضمون ہے جسے جماعت احمدیہ کو خوب اچھی طرح سمجھ کر اس پر عمل درآمد کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے اس کے بغیر ہم اگلی سورۃ میں دی گئی خوشخبری کے اہل نہیں ہو سکیں گے اور وہ سب سے بڑی خوشخبری یہ ہے کہ مسیح محمدی جب یہ اعلان کرے گا کہ میرے انصار بنو تو اس شان کے ساتھ اس کی آواز پر لبیک کہا جائے گا کہ خدا تعالےٰ نے سورۃ جمعہ میں گواہی دیتا ہے کہ وہ لوگ جو آئندہ زمانہ میں ظاہر ہونے والے مسیح کے انصار بنیں گے اُن کو اولین سے ملایا جائے گا۔ اور ان کو ایک ہی مقام پہ جمع کردیا جائیگا۔ یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اولین غلاموں کے ساتھ ان کو اکٹھا کر دیا جائے گا۔ پس کتنا بڑا انعام ہے۔ کتنی بڑی خوشخبری ہے جو آپ کے لئے جو آخرین کی جماعت ہیں مقدر ہو چکی ہے جس کا قرآن کریم میں بڑی وضاحت کے ساتھ ذکر موجود ہے اور وہ طریق کار بھی بتادیا گیا جس طریق پر آپ نے مسیح کی نصرت کرنی ہے اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے گا۔ اور آپ کو بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کی توفیق بخشے گا۔

اس ضمن میں بہت سے خطبات میں پہلے بھی دے چکا ہوں اور ان خطبات میں زیادہ تر میں نے جماعت کی تنظیموں کو نصیحت کی تھی کہ آپ اس کام کو اس طرح مرتب کریں، اس طرح منصوبہ بندی کے ساتھ بجالائیں کہ تمام احمدی جن کے دل میں خدمت کا کچھ بھی جذبہ ہے وہ اس نظام سے وابستہ ہو جائیں۔ اور اس سے استفادہ کریں اور پھر اس کی نگرانی رکھیں۔ اور حتی المقدور کوشش کے ساتھ اس کام کو آگے بڑھانا شروع کریں۔ میں نہیں جانتا کہ منتظمین نے یا اصلاح وارشاد کے سیکرٹریوں یا دعوت الی اللہ کے سیکرٹریوں نے کس حد تک اس طرف توجہ کی یا امراء نے اپنے فرائض کو اچھی طرح سمجھ کر انہیں بجالانے کی کوشش کی۔ تمام دنیا کی جماعتوں میں مختلف ردّ عمل ہوں گے۔ کہیں کوئی امیر زیادہ مستعد ہیں۔ کہیں کوئی امیر ذاتی طور پر دعوت الی اللہ سے قلبی تعلق رکھتے ہیں ایسی جگہوں میں یقیناً خدا کے فضل سے اچھے نتائج نکلے ہوں گے لیکن بہت سی ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں امراء کے پاس یا وقت نہیں ہے یا مزاج یا اور دماغ نہیں ہے کہاں باتوں کو سن کر کس طرح امیر عملدرآمد کریں یا بعض دفعہ ان کو ایسے مددگار میسّر نہیں ہوتے جو اُن کی باتیں سن کر توجہ کریں اور ان کی مدد کریں۔

پس اسی لیئے میں نے ان خطبات کے آخر پر دُعا کی طرف توجہ دلائی تھی کہ تمام عہدیداران جو ان نصیحتوں پر عمل کرنا چاہتے ہیں وہ خدا تعالیٰ سے دُعا کے ذریعہ یہ مدد مانگیں کہ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا۔ (بنی اسرائیل: ۸۱) کہ اے اللہ! مجھے اس اعلےٰ مرتبے اور اعلیٰ مقام پہ فائز فرما۔ مجھے اس اعلیٰ مقصد کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَدْخِلْنِیْ سے مراد مجھے داخل کردے مُدْخَلَ صِدْقٍ سچائی کے ساتھ کس میں داخل کردے؟ یہاں مراد یہ ہے کہ اس مقام محمود کی طرف لیجا۔ اس اعلیٰ مرتبہ پر پہنچا دے جس کا تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے وعدہ فرماتا ہے۔ اور آپ کی غلامی میں اس کا کچھ نہ کچھ فیض ہمیں بھی میسّر آتا ہے۔ ساتھ ہی میں نے توجہ دلائی کہ اس دُعا کا انجام یہ بیان فرمایا گیا اور آخر پر یہ نتیجہ نکالا گیا کہ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا میں کامیابی کی طرف کوئی بھی قدم کامیابی کے ساتھ اُٹھا نہیں سکتا جب تک مجھے تیری طرف سے کوئی مددگار میسّر نہ ہو جو سلطان ہو جو غالب آنے کی طاقت رکھتا ہو ایسا مددگار مجھے ضرور مہیا فرما کہ اس کے بغیر میرا سفر طے ہو نہیں سکتا تو یہاں بھی ایک نصیر کا ذکر ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کی نصرت کرنے کے لئے بھی ایک نصیر کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ نصیر ملکوتی طاقتوں سے تعلق رکھنے والا نصیر ہے۔ اگرچہ دنیا میں بھی یہ نصیر میسّر آتے ہیں اور بارہا ہم نے اُن دعاؤں کے نتیجہ میں انسانوں کو ان معنوں میں نصیر بنتے دیکھا ہے جن معنوں میں قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اوّل طور پر یہاں ملکوتی طاقتیں مراد ہیں یہاں جبرائیلؑ کی طرف اشارہ ہے اور حضرت جبرائیلؑ کے تابع جتنی قوتیں انسان کو نیکی کی طرف لے جاتی ہیں اور اندھیروں سے نکالتی ہیں ان سب طاقتوں سے مدد مانگنے کی ایک التجا ہے جو اس دُعا میں کی گئی ہے

پس خدا تعالےٰ کی نصرت کرنے کے لئے بھی خدا تعالیٰ سے نصرت مانگنی پڑیگی اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا مضمون آپ دیکھیں ہر جگہ پھیلا پڑا ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ نہیں ہے۔ جو اس دُعا کے اثر سے باہر ہو۔ اس کے دائرے سے باہر ہو تو

پہلی نصیحت

تو میری آپکو بھی یہی ہے جیساکہ تمام عہدیداران کو کی تھی کہ بحیثیت احمدی ہر شخص کا کام ہے کہ وہ نصیحت کے لیئے تیار ہو اور نصرت کے لئے اللہ تعالیٰ سے نصرت طلب کرے۔ ایک نصرت آغاز میں ہوگی اس کے نتیجہ میں آپکو نصیر اور انصار بنایا جائے گا۔ اور ایک نصرت اس کے بعد آئیگی جو اس کے نتیجہ میں ظاہر ہوگی اس مضمون کو آپ سمجھیں تو خدا تعالیٰ کی دو صفات کے مضمون کو آپ سمجھ لیں گے کہ خدا تعالےٰ اوّل بھی ہے اور آخر بھی ہے۔ پہلا بھی ہے اور سب سے بعد بھی ہے۔ یعنی خدا کے بغیر کوئی برکت والی بات شروع ہو ہی نہیں سکتی اور جب آپ شروع کرتے ہیں تو ہر نیک انجام جو ظاہر ہوتا ہے ہر نیک نتیجہ جو نکلتا ہے اسمیں بھی آپ خدا کا تصور دیکھتے ہیں اور بالآخر خدا کو اپنی جزا دینے کیلئے آخر پر منتظر پاتے ہیں

پس نصیر بننے کے لئے جیساکہ میں نے بیان کیا ہے بار بار یہ دُعا مانگنی ضروری ہے کہ اے خدا ہمیں نصیر عطا فرما یعنی روحانی طور پر ہمارے دلوں کو طاقت بخشنے والا، ہمارے دماغوں کو اس نہج پر چلانے والا، ہماری سوچوں کو روشن کرنے والا، ہماری کوششوں میں برکت ڈالنے والا، ایسا نصرت کرنے والا عطا فرما جو سلطان ہو جس میں یہ طاقت ہو کہ جب کسی کی مدد کرے تو اس کی مدد کامیابی اور قوت کے ساتھ کرے اور اس مدد کا نیک نتیجہ ظاہر ہو۔

پس آج کے خطبہ میں اور شاید اس کے بعد بھی ایک دو خطبوں میں میں جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے ہر فرد بشر کو جو احمدیت سے تعلق رکھتا ہے۔ براہ راست یہ پیغام دیتا ہوں کہ آپ تبلیغ کریں اور تبلیغ اس طرح کریں جس طرح قرآن کریم میں ذکر فرمایا گیا ہے اور اس کی تفصیل میں کچھ اور باتیں اب میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

اس آیت میں جو عمومی تصویر کھینچی گئی ہے اُسے ہم اردو میں اس طرح پیش کر سکتے ہیں کہ تن من دھن کی بازی لگا دو اپنا سب کچھ اس راہ میں جھونک دو کچھ بھی باہر نہ رکھو۔ یہ وہ چیز ہے جو لگن سے تعلق رکھتی ہے جیسے کسی چیز کی لو لگ جاتی ہے کسی چیز سے انسان کو عشق ہو جائے وہ کیفیت ہے جو بیان فرمائی گئی ہے اور یہ ایک مضمون نگاری نہیں بلکہ فی الحقیقت یہی معنی ہیں اور اس کے سوا اور کوئی معنی بنتے ہی نہیں جو اس آیت میں بیان فرمائے گئے کیونکہ عشق کے بغیر نہ انسان اپنا مال پیش کر سکتا ہے نہ جان پیش کر سکتا ہے۔ کوئی پاگل تو نہیں ہو گیا کہ کسی کو اپنا سب کچھ دے دے۔ مال بھی دے دے اور جان بھی دے دے یہ مضمون عشق سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر انسان محبت میں پاگل ہو تب وہ ایسی حرکت کرتا ہے ورنہ کوئی سر پھرا تو نہیں کہ بے وجہ کسی کو اپنا مال بھی دے دے اور اپنی جان بھی اس کے حضور حاضر کرے۔ جب فرمایا: مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ تو در اصل کن معنوں میں انصار بننا تھا اس کا نقشہ پہلے ہی کھینچا گیا ہے اور اس کے بعد مسیح کا یہ پیغام دیا گیا تاکہ انسان خوب اچھی طرح سمجھ لے کہ جب میں نے خدا کی راہ میں مسیح کے انصار میں داخل ہونا ہے تو مجھ سے کیا توقع کی جاتی ہے۔ ملاحظہ بننا کس کو کہتے ہیں پہلے خوب سمجھا دیا گیا پھر مسیح کا دعویٰ پیش کیا گیا۔ پھر مسیح موسوی کی قوم کا جواب پیش کیا گیا اور عملاً یہ صلائے عام دی گئی کہ اے امت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غلامو! مسیح موسوی سے اس کی قوم نے جو محبت اور عشق کا سلوک کیا تھا کیا تم مسیح محمدی سے اس سے بڑھ کر محبت اور عشق کا سلوک نہیں کرو گے۔ اگر مسیح موسوی کے غلاموں نے بڑی شان کے ساتھ اور بڑی عاجزی کے ساتھ اور کامل خلوص اور صدق کے ساتھ خدا کی خاطر مسیح کے حضور اپنے اموال اور جانیں پیش کر دیئے تھے تو کیا تم بھی ایسا نہیں کرو گے یہ وہ سوال ہے جو اس میں مضمر ہے اس میں شامل ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ ایک عشق کا نظارہ ہے۔

حضرت مسیحؑ کے انصارؓ

کے حالات پر آپ نظر ڈالیں تو واقعۃً یوں لگتا ہے جیسے وہ دیوانے ہو گئے۔ ایک وہ کیفیت تھی جب حضرت مسیحؑ صلیب کی آزمائش سے ابھی گزرے نہیں تھے اس کیفیت میں آپ بعض دفعہ ان کے متعلق ایسے تبصرے بھی کر دیتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے ایمان میں کوئی جِلا نہیں تھی۔ کوئی خاص شان نہیں تھی۔ ایسے بھی تھے جنہوں نے دنیا کی لالچ میں مسیحؑ پر لعنت بھیج دی۔ ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنی جان بچانے کی خاطر مسیح کو سولی پر لٹکوانا گوارا کر لیا لیکن میں بعد کی بات کر رہا ہوں۔ جب مسیح نے قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا تو اس وقت ان کے اندر ایک عظیم الشان انقلاب برپا ہوا ہے اور وہی انصار جو ڈرتے ڈرتے چھپتے چھپتے کمزور دکھائی دیتے تھے انہوں نے پھر اتنی عظیم الشان قربانیاں پیش کی ہیں کہ تاریخ نبوت میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دور کے سوا آپ کو کہیں ایسی عظیم الشان قربانیاں دکھائی نہیں دیں گی۔ تین سو سال کے عرصہ پہ پھیلی ہوئی ایسی دردناک قربانیاں ہیں اور ایسی مستقل مزاجی رکھنے والی قربانیاں ہیں کہ جن میں کبھی کوئی کمی واقعہ نہیں ہوئی کوئی کمزوری نہیں آئی ایک نسل بھی بعض دفعہ قربانیاں کرتے ہوئے تھک جاتی ہے اور یہ پوچھنا شروع کر دیتی ہے کہ کب خدا کی مدد آئے گی کب ہمارے دن بدلیں گے لیکن مسیح کی وہ جماعت جن لوگوں نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہا کہ ہم انصار اللہ ہیں، انہوں نے اس وعدے کا حق ادا کر دیا اور جانیں دیں۔ جانوروں کے سامنے ڈالے گئے۔ درندوں کے سامنے ڈالے گئے لوگ بڑے بڑے تھیٹرز میں اور تماشہ گاہوں میں بیٹھے ہوتے تھے اور ان کے سامنے پنجروں سے بھوکے شیر یا بیل یا اور قسم کے خوفناک جانور حضرت مسیح کے غلاموں پر چھوڑے جاتے تھے کیونکہ وہ دنیا کی خاطر دین کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے ان کو پہلے ڈرایا جاتا تھا اور ان کی عاقبت کے بارہ میں خوب اچھی طرح خبردار کر دیا جاتا تھا بار بار ان کو سمجھایا جاتا تھا کہ توبہ کر لو اور مسیح کو چھوڑ دو اور ہمارے خداؤں کے سامنے سر جھکاؤ ورنہ تمہارا یہ انجام ہوگا۔ یہ ساری باتیں سننے کے بعد یقین کرنے کے بعد وہ یہی کہا کرتے تھے کہ ہم مسیح کو کبھی نہیں چھوڑیں گے جو چاہو کر لو اور اس کے نتیجہ میں پھر ان پر بڑے بڑے ابتلا آئے ان کی سچائی کو طرح طرح سے آزمایا گیا۔ اور یہ جو باتیں میں بیان کر رہا ہوں یہ حقیقت ہے اس میں کوئی بھی افسانہ نہیں یہ تاریخی حقائق ہیں کہ ان ایمان لانے والوں کو کمزوروں اور بھوکوں کو تماشہ گاہوں میں میدان میں ایک طرف سے نکالا جاتا تھا اور دوسری طرف سے بھوکے شیروں یا بھیڑیوں یا اور درندوں کو چھوڑا جاتا تھا اور وہ آناً فاناً ان کو چیر پھاڑ کر ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کرتے تھے ان کی ہڈیوں کو جھنجھوڑتے تھے ان کے گوشت کو کھاتے اور ان کے خون کو پیتے تھے اور سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھتا تھا اور خوشی سے نعرے لگائے جاتے تھے کہ پھر مسیح کے ایک اور ماننے والے کو ہم نے اس بد انجام کو پہنچایا یہ ایک نسل کی بات نہیں دو نسل کی بات نہیں، ایک سو سال میں کئی نسلیں گزر جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آئے ہوئے ابھی ایک سو سال ہوئے ہیں اور آپ دیکھیں کہ ہماری چوتھی پانچویں نسل بھی ہمارے سامنے ہے یعنی مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی چوتھی پانچویں نسل بلکہ چھٹی نسل تک بھی میں نے ایک خاندان میں گن گن کر دیکھے تھے اور یہ چھ نسلیں ایک سو سال کے اندر اندر پیدا ہو گئیں تو تین سو سال تک کتنی نسلیں ہیں جنہوں نے کامل وفا کے ساتھ اس عہد کو نبھایا ہے اور مسیح ناصری علیہ السلام سے وفا کی ہے یہ مطلب ہے انصار اللہ بننے کا لیکن میں بعض دفعہ تعجب سے اور دکھ سے دیکھتا ہوں کہ پاکستان سے بعض احمدی خط لکھ دیتے ہیں کہ اب تو حد ہو گئی ہے اور کتنی مدت خدا ہم سے انتظار کروائے گا۔ اتنی تکلیفیں پہنچ گئیں خدا کی مدد کیوں نہیں آتی۔ کیوں نقشے نہیں بدلتے کیوں دشمن ہلاک نہیں ہوتا میں حیرت سے دیکھتا ہوں اور میرا دل خون ہو جاتا ہے ان باتوں کو سن کر کہ تم نے تو مسیح محمدی سے وعدہ کیا ہے کہ ہم اپنی جان مال عزت سب کچھ پیش کر دیں گے اور جو اپنی جان دے دے اس کو اس بات سے کیا غرض کہ میرے بعد کیا ہوگا یا میں کیا دیکھتا ہوں اور کیا نہیں دیکھتا۔ انصار اللہ جب کہہ دیا تو اس کے بعد سب کچھ خدا کے سپرد کر دیا مسیح محمدی کی طرف منسوب ہو کر سو سال نہیں صرف ایک نسل کی تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے تم ہمت ہار دو تو کیا تمہیں زیب دیتا ہے کہ تم مسیح محمدی کے انصار ہونے کا دعویٰ کرو۔

پس اس سورۃ یعنی سورۃ الصف میں ہمارے لئے ایک پوری تاریخ کھول کر بیان فرما دی گئی ہے ہمارا کیا کردار ہونا چاہئے کن کن قربانیوں کی اللہ تعالیٰ ہم سے توقع رکھتا ہے کس خلوص کی ہم سے توقع رکھتا ہے کس عہد و پیمان کی ہم سے توقع رکھتا ہے اور پھر سابق مسیح کی طرف اشارہ کر کے پوری مسیحیت کی تاریخ کھول کر ہمارے سامنے رکھ دی اور بتایا کہ اس راہ میں یہ یہ ابتلا آئیں گے یہ یہ مشکلات پیش ہوں گی۔ ایک نسل کی فتح کا سوال نہیں۔ دو نسلوں کی فتح کا سوال نہیں تمہاری فتح کا زمانہ لمبا بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ ایک وعدہ فرما دیا اور وہ وعدہ ہے فتح قریب کا وعدہ ہے۔ یہ وہ پہلو ہے جو میں آپ کے سامنے خوب اچھی طرح کھولنا چاہتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا اس مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ اگرچہ مجھے مسیح ناصری سے تشبیہ دی گئی لیکن محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی برکت سے میری تکلیفیں بھی کم کی گئی ہیں اور اسی نسبت سے تمہاری تکلیفیں بھی کم کی گئی ہیں فرمایا اگر

محمد مصطفےٰ کی گر برکت نہ ہوتی تو یہ بھی دو صلیب منہ در دیکھتا

کیونکہ میں واقعۃً مسیح کا مثیل ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی برکت سے اور آپ کی دعاؤں کی برکت سے ہماری آزمائشوں کو چھوٹا بھی کر دیا ہے اور آسان بھی فرما دیا ہے۔ پس آپ نے اس مضمون کو بھی خوب کھول کر بیان فرمایا کہ اگرچہ مسیح علیہ السلام کو تین سو سال کے بعد غلبہ عطا ہوا تھا اس لئے مجھے اور میری جماعت کو بھی اگر تین سو سال میں غلبہ عطا ہو تو کوئی تعجب یا اعتراض کی بات نہیں لیکن میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی برکت سے ہمارے غلبے کی مدت کو کم کر دیا جائے گا۔ وہ زمانہ جو قربانیوں کا زمانہ ہے وہ چھوٹا کر دیا جائے گا اور جزا کے زمانے کو لمبا کر دیا جائے گا۔ پس فتح قریب نے یہاں یہ وعدہ کیا ہے کہ اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غلامو! اگر تم یہ وعدہ پورا کرو۔ اس تجارت کی طرف آ جاؤ جس کی طرف ہم تمہیں بلاتے ہیں تو خدا تعالیٰ تمہاری فتح کے دن قریب کر دے گا۔ اور تمہیں تین سو سال کے انتظار کی زحمت نہیں اٹھانی پڑے گی۔

پس اس وجہ سے میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ بات ایک معنوں میں ہمارے اختیار میں ہے۔ بظاہر ہمارے اختیار میں کچھ بھی نہیں لیکن جن شرطوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دعوت الی اللہ کے لئے ہمیں بلایا ہے اُن شرطوں کو پورا کرنا فی الحقیقت ہر انسان کے اختیار میں ہے ان معنوں میں اختیار میں ہے کہ اگر وہ خدا سے نصرت طلب کرتے ہوئے یہ عہد کرے کہ اے خدا! میں تیری راہ میں ناصر بننا چاہتا ہوں۔ میں انصار اللہ میں شامل ہونا چاہتا ہوں تو پھر ضرور ہر انسان کے بس میں اور اختیار میں ہے کہ وہ خدا کے انصار میں ان معنوں میں شامل ہو جائے جن معنوں میں قرآن کریم نے یہ تفصیل بیان فرمائی ہے اور اگر ہو جائے تو پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نصرت کو محمد مصطفیٰؐ کی برکت سے قریب کر دیا جائے گا تمہاری فتح کے دن قریب کر دیئے جائیں گے اور تمہیں اتنے لمبے انتظار کی زحمت گوارا نہیں کرنی پڑے گی پس جماعت احمدیہ کی ہر نسل جو گزر رہی ہے وہ ایک امکانی حالت سے گزر رہی ہے اور وہ امکانی حالت فتح کی طرف بلا رہی ہے۔ اگر ساری جماعت وہ کوشش کرے جس کا ذکر اس سورہ میں موجود ہے تو لازماً تمام دنیا کی فتح کا سہرا ایک نسل کے سر بھی لکھا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جن لوگوں نے نصرت کا وعدہ کیا وہ تعداد میں بہت تھوڑے تھے لیکن اس کثرت سے ان کو پھل لگے کہ دیکھتے دیکھتے احمدیت کا پودا صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ ہندوستان سے باہر کے ممالک میں بھی نصب ہو چکا تھا اور صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت پیدا ہوئی جس کی نسل میں سے آج اکثر احمدی دنیا میں موجود ہیں۔ میں نے تبلیغ کے ذریعے پھیلاؤ کا جو جائزہ لیا ہے میں آپ کو یقین سے بتا سکتا ہوں کہ جس کثرت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تبلیغ ہوئی ہے اور جس کثرت سے جماعتیں اس زمانہ میں پھیلی ہیں اس کا عُشر عشیر بھی کبھی بعد میں نہیں ہوا۔

تمام صحابہ ثمردار شجر تھے

وہ شجر طیبہ بن چکے تھے جن سے ہر حالت میں پھل کے وعدے کئے گئے ہوں۔ جن کے متعلق قرآن کریم اعلان فرماتا ہے کہ وہ زمین میں مضبوطی سے پیوستہ ہیں لیکن شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں اور ہر موسم میں ان کو پھل لگتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسے بکثرت صحابہ عطا ہوئے جو طیب درختوں کی صورت میں لہلہاتے رہے۔ پھولتے پھلتے رہے اور ہر موسم میں ان کو پھل لگتے رہے اب جب میں قادیان گیا تو بہشتی مقبرہ میں گھوم پھر کے کتبات پڑھتا تھا ان میں سے بہت سے ایسے کتبات تھے جن سے مجھے یاد آجاتا تھا کہ ہاں میں نے بھی ان کو دیکھا ہوا ہے۔ اس شکل و صورت کے تھے۔ یہ وہ بزرگ صحابیؓ تھے جو اُس زمانے میں سادہ سے کپڑوں میں عام لباس میں غریبانہ چال کے ساتھ چلتے تھے اور ہم وہم بھی نہیں کر سکتے تھے کہ خدا کے حضور ان کا کتنا بڑا مرتبہ اور مقام ہے لیکن خدا نے ہمیں یہ سعادت عطا فرمائی تھی کہ ان پاک چہروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ پس ان کی قبروں پر گزرتے ہوئے دعائیں بھی کرتا تھا اور اپنی سعادت پر خدا کا شکر بھی ادا کرتا تھا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ صحابہؓ ہیں جن کا انصار کی جماعت میں قرآن کریم میں ذکر موجود ہے۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے آخرین کو اولین سے ملایا تھا اور خدا نے ان سے اپنے وعدے پورے کئے۔ اتنی بڑی مخالفت کا طوفان تھا کہ آج پاکستان میں جو مخالفت ہو رہی ہے اُس مخالفت کے سامنے اس مخالفت کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں ملاں پھرے اور ہندوستان سے لیکر عرب ممالک کے آخر تک انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف عناد اور دشمنی کی ایک آگ لگا دی اور بڑے فخر سے یہ اعلان کئے کہ ہم نے تمام دنیا میں اس شخص کے خلاف ایسی نفرت پیدا کر دی ہے کہ ایک آگ بھڑک رہی ہے جو اسکو خاکستر کر کے رکھ دیگی۔ تمام دنیا کے علماء نے اس کو دنیا کا بدترین انسان قرار دے دیا اور یہ فتویٰ دیا ہے کہ اس کو مارنا، قتل کرنا، لوٹنا، اسکی اولاد، جان، عزت پر ہاتھ ڈالنا سب کچھ خدا کے نزدیک جائز بلکہ باعث ثواب بن گیا ہے۔ اسکو اور اس کے ماننے والوں کو جس کے بس میں آئے وہ جس طرح چاہے لوٹے، مارے کوٹے، جو چاہے اسکے ساتھ سلوک کرے۔ یہ دین کا فتویٰ ہے کہ اگر کوئی ایسا کریگا تو خدا کے حضور بڑی عزت پائیگا۔ بڑا اجر پائیگا۔ اس قسم کی آگ تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چاروں طرف بھڑکائی گئی۔ اس آگ کو گلزار بنانے والے وہ صحابہ تھے۔ جگہ جگہ ابراہیمی طیور تھے جو پیدا کئے گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کے ساتھ خدا نے اپنے سارے وعدے پورے کئے ورنہ آج آپ یہاں نہ ہوتے۔ آج آپ ہندوستان میں بھی نہ ہوتے کہیں آپکا وجود ممکن نہیں تھا کیونکہ جس قسم کی خوفناک مخالفت... اور ملیا میٹ کر دینے والی نفرتیں پھیلا دی گئی تھیں وہ ایسی نفرتیں تھیں کہ یوں لگتا تھا کہ نظریں لوگوں کو کھا جائیں گی۔ ان واقعات کو آپ پڑھیں جن مشکلات سے احمدی اس زمانہ میں گزرے ہیں تو آج بھی دل خون کے آنسو روتا ہے کہ کس طرح اُن معصوموں کو کتنی بڑی بڑی تکلیفیں دی گئیں لیکن خدا نے جب "فتح قریب" فرمایا تو اس زمانے کے لحاظ سے جو فتح ہوئی وہ بہت بڑی فتح تھی۔ احمدیت کا ان خطروں سے بچ کر سلامت گزر جانا اور خزاں کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کثرت سے اشجارِ طیبہ عطا ہونا یعنی ایسے درخت عطا ہونا جو پھولنے پھلنے والے ہوں اور جن کو دنیا میں کوئی کاٹ نہ سکے۔ برباد نہ کر سکے۔ کوئی ان کو بے ثمر نہ بنا سکے۔ یہ نُصرت کا وعدہ تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں پورا ہوا۔ اب آپ کو نصرت کے دوسرے دور میں داخل کر دیا گیا ہے۔ اس دوسری صدی نے نصرتوں کا اور فتوحات کا ایک نیا باب کھولا ہے اور اس صدی کے سر پر کھڑے ہونے والوں کی ایک مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صدی کے سر پر کھڑے ہونے والے بزرگ صحابہ سے ملتی ہے اور یہ دور کئی معنوں میں نئی برکتیں لے کر دوبارہ آپ کے سامنے آگیا ہے۔

پس آپ اگر انصار ہونیکا حق ادا کریں گے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جان، مال، عزت جو کچھ بھی ہے خدا کے حضور پیش کریں گے اور ایک لگن لگا لیں گے۔ ایک دُھن سر پر سوار کر لیں گے کہ ہم نے ضرور احمدیت کو فتح یاب کرنا ہے اور دعوت الی اللہ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں کثرت سے لوگوں کو داخل کرنا ہے تو پھر نصرت کا وہ وعدہ جس کا سورہ نصر میں ذکر ہے کہ فوج در فوج لوگ داخل ہوں گے اس وعدے کو آپ اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھیں گے اور اگر ہم ان نصیحتوں پر عمل کریں جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے رکھی ہیں اور اس خلوص اور وفا کے ساتھ عمل کریں جسکی توقع کی جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہرگز بعید نہیں کہ اس صدی ہی میں تمام دنیا پر اسلام غالب آجائے۔ اس صدی کے آخر تک تو ہم میں سے شاید ہی کوئی پہنچے یعنی اگر کوئی ان میں سے پہنچے تو وہ بچے پہنچیں گے کہ جو میری بات کو سن بھی تو سمجھ نہیں سکتے

لیکن اس صدی میں کیا ہوگا ہم اپنی زندگیوں میں یہ ضرور دیکھ سکتے ہیں اگر ہم اپنی کوشش کو انتہا تک پہنچا دیں اور جیسا کہ اس مضمون کا حق ہے منصوبہ بنائیں۔ صرف جماعتی منصوبہ نہ بنائیں بلکہ انفرادی منصوبے بنائیں۔ دعائیں کریں۔ جدوجہد کریں۔ دن رات اس کام میں اپنے دل کو لگا لیں اور اپنے ذہنوں کی سب سے بڑی فکر یہ بنا لیں تو مجھے یقین ہے کہ دیکھتے دیکھتے ہر جگہ عظیم الشان انقلاب رونما ہونے شروع ہو جائیں گے اور ہم صرف وعدوں پر نہیں جیئیں گے بلکہ ان وعدوں کو پورا ہوتے دیکھ لیں گے جیسے بعض دفعہ برسات آنے سے پہلے ہوائیں چلتی ہیں جو بتا دیتی ہیں کہ برسات آنے والی ہے پس آپ صرف ان ہواؤں کو ہی نہیں دیکھیں گے۔ بلکہ پھر برسات کے ابتدائی چھینٹوں کو بھی دیکھ لیں گے اور کوئی بعید نہیں کہ بعض جگہ کے ملکوں میں وہ زور سے برستی ہوئی بارش کو بھی پا لیں اور ایسا بعض جگہ ہونا شروع ہو چکا ہے پس دنیا کے سب احمدیوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے مقام اور مرتبے کو سمجھیں۔ گذشتہ جمعہ میں ان سعادتوں کا جو میں نے ذکر کیا تھا اسکے متعلق مجھے خطوط مل رہے ہیں اور احمدی جائز طور پر خدا کے حضور سربسجود ہیں کہ انکا ذکر قرآن کریم میں اس رنگ میں فرمایا گیا اور یہ عظیم سعادت انہیں نصیب ہوئی کہ دنیا کو پہنچنے کی بعض نئی صدیاں بھی انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ یہ سعادت تو ہمیں اللہ کی طرف سے نصیب ہوگئی لیکن اس سعادت کے پیچھے جو سعادتیں کثرت سے ہماری منتظر ہیں انکی طرف چل کر جانا ہوگا۔ وہ ایسی سعادتیں نہیں کہ آپ کسی وقت پیدا ہو جائیں اور اتفاقاً وہ سعادتیں آپ تک پہنچ جائیں۔ وہ ایسی سعادتیں ہیں کہ جنکی طرف چل کر جانا ہوگا۔ کچھ پھلوں کو لینے کے لئے ہاتھ بڑھانے ہوں گے۔ کچھ تو کوشش کرنی ہوگی۔ اس کوشش اور جدوجہد کی طرف میں آپکو بلاتا ہوں اور آخر پر انہی الفاظ میں بلاتا ہوں جن الفاظ میں مسیح ناصری نے اپنے ماننے والوں کو خدا کی راہ میں قربانیاں کرنے کے لئے بلایا تھا اور جو در اصل مسیح محمدیؐ کی آواز تھی جو آواز میں مسیح ناصریؑ کے ذریعہ اٹھائی گئی۔ مسیح ناصریؑ کے ذریعہ جو انصار پیدا ہوتے تھے انکو تمام دنیا کو ایک جگہ جمع کرنے کی سعادت نصیب نہیں ہوئی تھی لیکن مسیح محمدی کے ذریعہ جو انصار کا نیا دور چلنا تھا ان کو تمام دنیا کی فتوحات کی بشارتیں دی گئی ہیں۔ پس انہی الفاظ میں میں آپ کو پھر مسیح محمدی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں اس منصب پر فائز ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے جس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے فائز فرمایا ہے آپ کو خدا کی طرف نصرت کے لئے بلاتا ہوں اور یہ اعلان کرتا ہوں۔ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ کون ہے جو آج میرے انصار کی جماعت میں داخل ہو اللہ کی خاطر یعنی مسیح موعودؑ کے انصار کی جماعت میں اللہ کی خاطر داخل ہو۔ اسی اسلوب میں، اسی طرز میں، انہی اداؤں کے ساتھ جن اداؤں کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ اگر آپ سچے دل سے اس آواز پر لبیک کہیں گے تو میں آپ کو فتح قریب کی خوشخبری دیتا ہوں اور کوئی نہیں ہے جو اس خوشخبری کو ٹال سکے۔

شاہراہِ غلبۂ اسلام پر ہمارے بڑھتے ہوئے قدم

جماعتِ احمدیہ باری پورہ میں رمضان المبارک کے لیل و نہار

جماعتِ احمدیہ باری پورہ کے احباب و مستورات باقاعدہ روزوں کا اہتمام کر رہے ہیں۔ باجماعت نمازِ تہجد۔ فجر کے بعد درس۔ اور اجتماعی تلاوتِ قرآن کریم میں شریک ہوتے ہیں۔ اجتماعی افطاری کے بعد مغرب کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ نمازِ عشاء کے بعد تراویح پڑھائی جاتی ہے۔ ہر جمعہ کو نمازِ فجر کے بعد احمدیہ قبرستان میں اجتماعی دعا ہوتی ہے۔ اتوار کو اجتماعی وقارِ عمل میں انصار۔ خدام۔ اطفال شریک ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے عبادات، اور وقارِ عمل میں اچھی حاضری ہوتی ہے۔

اسی طرح وادی کی تمام جماعتوں میں روزوں۔ عبادات۔ صدقات۔ خدمتِ خلق کے کاموں کا اہتمام ہے۔ مولا کریم ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرمائے۔ اور اپنے فضل سے ماحول کو سازگار کر دے۔ آمین۔

(عبدالحمید ٹاک امیر جماعت احمدیہ کشمیر)

جماعتِ احمدیہ کیرلہ کی کامیاب تبلیغی مساعی

مباہلہ کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کیرلہ میں جماعتِ احمدیہ کو جو روز بروز ترقی اور وسعت ہو رہی ہے اس سے حق و صداقت کے دشمن اور احمدیت کے مخالفین انجمن اشاعتِ اسلام کے نام سے جھوٹ۔ دغابازی۔ بددیانتی۔ استہزاء اور ہنسی مذاق وغیرہ اوچھے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ایک دفعہ پھر میدان میں اتر آئے ہیں۔ کیرلہ میں جہاں جہاں نئی جماعتیں قائم ہوتی ہیں۔ وہاں یہ لوگ جلسے کر کے جماعتِ احمدیہ کے خلاف نہایت جھوٹا اور غلط پروپیگنڈا کرنے لگے ہیں۔

انجمن اشاعتِ اسلام والوں نے "قادیانیزم۔ ایک گہرا مطالعہ" کے زیرِ عنوان یکے بعد دیگرے چار کتابیں شائع کی ہیں۔ ان کتب میں بھی ان ہی ہتھکنڈوں کو استعمال کر کے عوام الناس میں جماعتِ احمدیہ اور اس کے بانی علیہ السلام کے خلاف نہایت تکلیف دہ انداز میں جھوٹی باتیں پھیلا کر دجّال کی نمائندگی کی گئی ہے۔

ان مسموم کتب میں سے ایک کا جواب لکھنے کی توفیق خدا تعالیٰ نے خاکسار کو دی ہے۔ اس کتاب کی رسمِ اجرائی کی تقریب ایک جلسۂ عام کی صورت میں مورخہ ۳۱ر جنوری ۹۲ء کو کالیکٹ میں مسلمانوں کے ایک مرکز میں زیرِ صدارت محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب امیر صوبائی منعقد ہوئی۔

کالیکٹ سے تیس کلومیٹر دور کنالور میں چند افراد کو قبولِ احمدیت کی توفیق ملی ہے۔ اس وجہ سے یہاں بھی انجمن والوں نے دو روزہ جلسہ کر کے حق و صداقت کے چہرے پر کالک لگانے کی کوشش کی تھی۔ اس جگہ جماعتِ احمدیہ کالیکٹ کے زیرِ اہتمام مورخہ ۳-۴ فروری کو بعد نمازِ مغرب و عشاء پبلک جلسے منعقد کئے گئے۔

پتور (؟) کی جماعتِ احمدیہ مباہلہ کا ایک شیریں پھل ہے۔ یہاں بھی انجمن اشاعت والوں نے دو روزہ جلسے کر کے زہر پھیلانے کی کوشش کی تھی۔ اس کے جواب کے طور پر مورخہ ۸ و ۹ر فروری کو جماعت کی طرف سے اسی مقام میں دو روزہ جلسے کئے۔ جلسے کے دوسرے روز انجمن اشاعت والوں کے حامی بعض لوگوں نے جلسہ کو روکنے کی بہت کوشش کی تھی۔ لیکن وہاں کے بعض مقامی حق پسندوں نے ان کی ایک نہ چلنے دی۔ اور ہمارا دوسرا جلسہ بھی نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔ جلسہ کے دوران بعض شرارتی مسلمانوں نے شور مچا کر گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کی تھی لیکن فوراً اسے روک دیا گیا۔

جماعتِ احمدیہ کے ایک دیرینہ خادم کئی کتابوں کے مصنف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کئی کتابوں کے مترجم اور سالہا سال سے ہمارے ملیالم رسالہ ستیہ دوتن کے ایڈیٹر محترم ایں عبدالرحیم صاحب ایک عرصۂ دراز سے بہت محنت اور مشقت اور تحقیق کر کے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سوانح ملیالم زبان میں تصنیف کرتے رہے تھے اور قسط وار ستیہ دوتن میں شائع کرتے رہے تھے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کی صوبائی تنظیم نے اسے کتابی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ بالآخر ۵۲۰ صفحات پر مشتمل مذکورہ کتاب کا نصف حصہ طبع ہو کر آ گیا ہے۔ اس کی رسمِ اجرائی کی تقریب نہایت وسیع پیمانے پر صوبائی خدام کی تنظیم کی طرف سے مورخہ ۱۰ر فروری کو ایرناکلم کے MAS HOTEL کے آڈیٹوریم میں زیرِ صدارت محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب صوبائی امیر منعقد ہوئی۔ شری SUKUMAR AZHIKODE کالیکٹ یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور ملیالم زبان کے مشہور ادیب و مقرر جن کو اونچے علمی طبقہ میں بہت احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے نے اس کتاب کا اجراء فرمایا۔

انہوں نے اپنے مخصوص و مؤثر انداز میں اسلام کی عظمت کا ذکر کر کے موجودہ زمانے میں اسلام کی زبوں حالی پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ سچے مذاہب پر بعض اوقات تاریکی چھا جاتی ہے۔ اس تاریکی کو دور کر کے اسے منوّر کرنے کے لئے مصلحین آتے رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت احمد علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے دینِ اسلام کو منوّر کرنے کے لئے ہی بھیجا تھا۔

قابل مقرر نے احمدیوں کے ساتھ اپنے تعلقاتِ دیرینہ کا ذکر کرنے کے بعد بتایا کہ مجھے MAN OF GOD کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ میں حیران ہوں کہ ایک اسلامی حکومت پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کو کن کن مصائب اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس نہایت دلچسپ اور علمی تقریر کے بعد وائس چانسلر نے کیرلہ کے ایک اور قابلِ صد احترام ادیب اور کیرلہ کے ادیبوں کی مجلس کے صدر اور VEEKSHAMAM کے ایڈیٹر شری دھرن کو مذکورہ کتاب دے کر رسمِ اجرائی ادا کی۔

اس جلسہ کو سابق میئر کوچین ہ(؟) بحیثیہ پاٹلی۔ مکرم پی۔ ایم سلیم صاحب۔ مکرم ایں عبدالرحیم صاحب۔ مصنف اور خاکسار نے مخاطب کیا۔ مکرم ٹی۔ کے محمود صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ کیرلہ کی مختلف جماعتوں سے کثیر تعداد میں انصار و خدام اس تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔

(خاکسار محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

سیرالیون (مغربی افریقہ) میں اٹھارہ ہزار بارہ بیعتیں

مسٹر مجید امیہ کی رپورٹ جس کا ترجمہ محمد ادریس صاحب چودھری نے کیا:-

سیرالیون میں ہماری جماعت آج دن دگنی اور رات چوگنی ترقیوں کی راہ پر گامزن ہے۔ جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے سیرالیون کی جماعت کو ہدایت کی کہ تبلیغی مساعی کو شہری علاقوں پر یا بڑے شہروں جیسے فری ٹاؤن پر مرکوز کیا جائے۔ حضور کے فرمان کے بعد ایک معمولی سے عرصہ میں ہی طرح طرح کے لوگوں نے جو زندگی کے مختلف شعبوں اور مختلف فرقوں اور ذیلی فرقوں سے تھے اور جن سے ہمارا کوئی رابطہ بھی نہ تھا ہمارے مشن میں احمدیت قبول کرنے کے لئے آنا شروع کر دیا۔ ہماری جماعت کی تائید الٰہی کے ثبوت کے طور پر یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ فری ٹاؤن جو ملک کا صدر مقام ہے وہاں کے دو غیر احمدی امام مسجد اپنے پیروؤں سمیت حلقہ بگوشِ احمدیت ہو گئے۔ اور ابھی کئی دوسرے قبولِ احمدیت کی طرف آمادہ و مائل نظر آتے ہیں۔ تبلیغی مساعی فری ٹاؤن میں بڑی گرمجوشی سے جاری ہیں۔ خدا تعالیٰ سیرالیون میں اشاعتِ احمدیت کے لئے نئی نئی راہیں وا نشگاف کر رہا ہے۔ یہاں زیرِ عرصہ اپریل ۱۹۹۰ء سے اپریل ۱۹۹۱ء اٹھارہ ہزار بارہ عدد نومبائعین بیعت فارم پُر کر چکے ہیں۔ حال ہی میں سیرالیون کے دوسرے بڑے شہر بو (BO) میں ایک تبلیغی مہم کو بکلی وجود دیا گیا۔ انعقاد تھانہ پولیس میں ٹھہرا جو کہ مغربی صوبہ کا ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہے۔ اجلاس میں شرکت کرنے والوں میں نہ صرف افسران و ماتحت عملہ شامل تھے بلکہ ریجن کے پولیس چیف بھی رونق افروز تھے۔ یہ اجلاس بہت کامیاب ثابت ہوا۔ تمام حاضرین رطب اللسان تھے۔ ایک سینئر آفیسر نے جس کا تعلق محکمہ جاسوسی سے تھا اس بات کا برملا اظہار کیا کہ احمدیت کا پیغام طمانیت بخش ہے۔ اور ہر کس و ناکس کو اس کا حصہ ملنا چاہیئے۔ ایک دوسرے آفیسر نے اپنے تأثرات اس طرح دیئے کہ لمبے عرصہ کے بعد آج جا کر میرے سمجھ میں آیا ہے اسلام کیا ہے اور احمدیت کے عقائد کیا ہیں۔ کئی دوسروں نے اصرار کیا کہ اس طرح کے اجلاسوں کا انعقاد تواتر کے ساتھ ہوتے رہنا چاہیئے۔

پروگرام دورہ مکرم چوہدری مظفر اقبال صاحب چیمہ نائب ناظم وقفِ جدید برائے صوبہ جموں و کشمیر

جماعت ہائے احمدیہ صوبہ جموں و کشمیر کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم چوہدری مظفر اقبال صاحب چیمہ نائب ناظم وقفِ جدید قادیان بمطابق ارشاد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز وقفِ جدید انجمن احمدیہ کی روز افزوں ضروریات کے پیشِ نظر وعدہ جات وقفِ جدید میں نمایاں اضافہ اور وصولی کے سلسلہ میں مورخہ ۱۰ر ۹۲ سے دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں۔ امراء و صدر صاحبان و عہدیداران مال، مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ وہ مکرم نائب ناظم صاحب وقفِ جدید کے ساتھ حصولِ وعدہ جات و وصولی چندہ وقفِ جدید کے سلسلہ میں بھرپور تعاون کریں۔ کوشش کی جائے کہ جماعت کا کوئی بھی فرد (مرد۔ عورت اور بچہ) اس بابرکت تحریک میں شمولیت سے محروم نہ رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام افرادِ جماعت کے اموال و نفوس میں غیر معمولی برکت عطا کرے اور انہیں اپنے بے پایاں فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے۔ آمین۔

ناظم وقفِ جدید قادیان

انڈیا ٹوڈے میں شائع شدہ ایک قابلِ تصحیح مضمون

مکرم آفتاب عالم صاحب ایم۔ بی۔ اے

پندرہ روزہ "انڈیا ٹوڈے" نئی دہلی جو ہندوستان کا ایک موقر رسالہ ہے نے اپنی اشاعت مورخہ یکم تا ۱۵ ر مارچ ۱۹۹۲ء میں بھاگلپور کے فسادات کے بعد مختلف تنظیموں کی طرف سے کئے گئے کاموں کا جائزہ لیا ہے۔ مضمون نگار نے اپنے اسپیشل فیچر Bhagalpur A Touch of Healing میں گو کچھ اور غلطیاں بھی کی ہیں لیکن جو سب سے غلط بات لکھی ہے وہ اس طرح ہے۔

"احمدی ایک قدم اور آگے بڑھے اور انہوں نے احمدیہ نگر کی تعمیر کی۔ لیکن اُن کے ذریعہ تعمیر شدہ مکانات میں بہت کم لوگ گئے۔ کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ انہیں اپنا عقیدہ تبدیل کرنا ہوگا۔"

جبکہ یہ ساری باتیں حقیقت سے دور ہیں۔ یا تو مضمون نگار کو جماعت احمدیہ کے اصولوں کا علم نہیں اور یا پھر جان بوجھ کر یہ پروپیگنڈہ کیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ نے احمدیہ نگر نام کی کوئی کالونی تعمیر نہیں کی بلکہ "طاہر نگر" اور "شری کرشن نگر" ناموں سے دو کالونیاں تعمیر کی ہیں۔ اوّل الذکر نگر مسلمانوں کیلئے اور دوسرا نگر ہندوؤں کے لئے۔

دوسری غلط بات جو مضمون نگار نے لکھی ہے کہ:۔

"ان کے ذریعہ تعمیر شدہ مکانات میں بہت کم لوگ گئے کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ انہیں اپنا عقیدہ تبدیل کرنا ہوگا۔" غلط ہے "طاہر نگر" تو آباد ہو چکا ہے اور "شری کرشن نگر" اپنے تعمیر کے آخری مراحل میں ہے اور جلد ہی ایک تقریب کے بعد فساد زدہ ہندو مظلومین کے حوالے یہ مکانات کر دیئے جائیں گے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جتنی درخواستیں ہندو اور غیر احمدی مسلمانوں کی طرف سے مکان دینے کے لئے ہمیں موصول ہوئی ہیں اتنے مکان ہم دے نہیں سکے۔

یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے کہ جماعت احمدیہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق مذہب میں کسی قسم کے لالچ یا جبر کو تسلیم نہیں کرتی۔ اور خدمت خلق کے کام بغیر کسی قسم کے لالچ یا شہرت کے بلا لحاظ مذہب و ملت انجام دیتی ہے۔ "طاہر نگر" اور "کرشن نگر" ہر دو جماعت احمدیہ کے ان ہی سنہری اصولوں کے آئینہ دار ہیں۔ کیونکہ ہر دو کالونی میں کسی بھی احمدی کو مکان نہیں دیئے گئے۔ اور نہ ہی مظلومین کے سامنے کسی قسم کی شرط رکھی گئی۔ اس سلسلہ میں انڈیا ٹوڈے کے ایڈیٹر صاحب کو خط لکھا گیا ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

ایڈیٹر صاحب!
انڈیا ٹوڈے۔ نئی دہلی!

جناب

آپ کے رسالہ میں شائع شدہ خصوصی مضمون "بھاگلپور۔ شفایابی کا پھاہا" پڑھ کر ہمیں بہت تعجب ہوا کیونکہ اس میں کئی غلطیاں ہیں جناب فرزند احمد سے اس بات کی توقع نہیں تھی کہ وہ بغیر چھان بین کئے معاملہ کی رپورٹ کریں گے۔

یہ صحیح بات ہے کہ جماعت احمدیہ نے فساد سے متاثرین کی مدد بیسیوں سے کی اور ساتھ ہی ساتھ دو کالونیز بھی تعمیر کی ہیں۔ طاہر نگر مسلمان متاثرین کے لئے اور شری کرشن نگر ہندو متاثرین کے لئے۔ طاہر نگر کالونی کے سبھی مکانات فساد سے متاثرین کے قبضہ میں جا چکے ہیں جن میں کوئی بھی احمدی نہیں ہے۔ شری کرشن نگر کالونی قریب قریب مکمل ہے اور افتتاح کا انتظار ہے۔

براہ مہربانی اس بات کو نوٹ کر لیں کہ ہماری جماعت مذہبی معاملے میں کسی قسم کے لالچ دینے یا دباؤ ڈالنے پر یقین نہیں رکھتی۔ ہم خود بھی اپنے پڑوسی ملک میں مذہبی دباؤ کے شکار رہیں۔

اس خط کی ایک کاپی جناب فرزند احمد کو بھی بھیج دیں کیونکہ ان کے موجودہ پتہ سے ہمیں واقفیت نہیں۔

ڈاکٹر محمد یونس
صدر جماعت احمدیہ بھاگلپور
ایم کے عالم سیکرٹری

قارئین کرام کے علم کی خاطر جماعت احمدیہ عالمگیر کی اس عظیم اور بروقت خدمت خلق کا پس منظر پیش کر رہا ہوں۔

۱۹۸۹ وہ سال تھا جب کرن کا "انگ راج" (مہا بھارت کا کردار) (موجودہ بھاگلپور) ہندوستان کے سب سے بڑے فرقہ وارانہ فساد کا شکار ہوا۔ قریباً ایک ہزار افراد انسان نما درندوں کی بربریت کا شکار ہوئے۔ درجنوں معصوم تہہ تیغ کر دیئے گئے۔ بیسیوں آباد گاؤں ویران بنا دیئے گئے ہزاروں انسان بے گھر کر دیئے گئے۔ اور قریباً پورا بھاگلپور آگ اور شعلوں میں جھونک دیا گیا۔ انسانی چیخوں اور آہوں نے ایک مرتبہ پھر ابن آدم کا سر جھکا دیا۔ اس شکستِ انسانی پر تقریباً کل دُنیا نے نوحہ خوانی کی۔ رونگٹے کھڑے کر دینے والے اس شرمناک وغیر انسانی واقعہ کی حسین تصویر کشی پیارے آقا حضور انور نے خاکسار کے نام اپنے شفقت نامہ میں یوں کی:۔

"اللہ تعالیٰ نے نامساعد حالات میں آپ سب کی حفاظت کی ورنہ یہ ایسی آگ تھی جس کا کوئی بھی اتفاقاً شکار ہو سکتا تھا۔"

جب حالات قابو میں آنے لگے تو لٹے ماریے اور بے گھر انسانوں کی دوبارہ آبادکاری سب سے بڑا مسئلہ تھا۔ اس ضمن میں سرکار کا رویہ بہت ہی ہمدردانہ تھا۔ سرکاری امداد کو بلا تفریق مذہب و ملت مظلومین تک پہنچانے میں جناب خورشید عالم صاحب (سابق مجسٹریٹ) نے بہت ہی اہم کردار نبھایا۔ مسلم و ہندو مذہبی تنظیموں نے قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ کچھ اور غیر مذہبی تنظیموں نے بھی ابن آدم کے اس زخم کو بھرنے کی کوششیں کی۔

جماعت احمدیہ بھاگلپور نے نامساعد حالات کے باوجود جماعتی روایات کو نبھاتے ہوئے خدمت خلق کی سعادت پائی۔ انفرادی طور پر بھی جماعت نے غیر از جماعت مظلومین اور بے بس انسانوں کی مدد کی اور حضور انور سے بھی مدد کے لئے درخواست کی۔ پیارے آقا نے اس درخواست کو منظور فرما کر محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ، محترم منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور سید فضل احمد صاحب پر مشتمل مرکزی وفد ریلیف بانٹنے و جائزہ لینے بھجوایا۔ محترم خورشید عالم صاحب کے مشورہ "تعمیر طاہر نگر و کرشن نگر" کو حضور انور کی طرف سے اجازت مل چکی تھی مرکزی وفد نے قریباً ایک لاکھ بیس ہزار روپے فساد سے متاثر افراد میں تقسیم کئے۔

مرکزی وفد نے تعمیر "طاہر نگر و کرشن نگر" کے لئے ایک Ahmadiyya construction committee کی تشکیل کی جس کے ممبرز درج ذیل افراد ہیں۔ نے حضور انور کی خواہش کے مطابق مضبوط و دیدہ زیب کالونیز کی تعمیر میں پوری دلچسپی لی و محنت کی۔

۱۔ محترم ڈاکٹر محمد یونس صاحب صدر
۲۔ " خورشید عالم صاحب سیکرٹری
۳۔ " شمس عالم صاحب ممبر
۴۔ " خاکسار آفتاب عالم "

طاہر نگر کی تعمیر کے وقت سید شائق احمد اور ڈاکٹر منصور احمد صاحب نے بھی کچھ وقت تک خدمت کی سعادت پائی۔ اور اس طرح بھاگلپور سے قریباً ۲ کلومیٹر جنوب "موضع کٹیا" تعانہ رجاؤن میں جماعت احمدیہ کی طرف سے پہلی مرتبہ غیر احمدیوں کے لئے کالونیز بنا کر دی گئیں۔ طاہر نگر میں دس متاثر و غریب مسلم خاندانوں کو آباد کیا گیا ہے۔ اس کالونی میں ایک ہینڈ پمپ لگایا گیا ہے اور گلی Main Road سے ایک پختہ پل کے ذریعہ جوڑا گیا ہے۔ کرشن نگر میں بھی متاثرہ غریب ہندو خاندانوں کو افتتاح کے بعد بسایا جائے گا۔ (کمیٹی نے درخواستوں میں سے کچھ خاندان چن لئے ہیں)

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۶ پر)

قرارداد ہائے تعزیت

بروفات

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ

منجانب صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔ بھارت

رپورٹ مکرم ناظر صاحب اعلیٰ کہ ہر ممکن علاج کے باوجود اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ رمضان شریف کے بابرکت مہینہ میں بروز جمعۃ المبارک بتاریخ ۳ر اپریل ۱۹۹۲ء لندن میں داغِ مفارقت دے گئیں اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون ۔ ولا نقول اِلّا ما یرضیٰ بہ ربّنا ۔

آپ کے بزرگ خاوند جون ۱۹۸۲ء میں منصبِ خلافت پر فائز ہوئے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے خاندان کا فرد ہونے کے لحاظ سے اور خلیفۂ وقت کے عالی مقام کے لحاظ سے حضرت ممدوحہ پر جو بھاری فرائض عائد تھے آپ نے اپنی پینتیس ۳۵ سالہ ازدواجی زندگی میں ان فرائض اور ذمّہ داریوں کو احسن رنگ میں سرانجام دینے کی توفیق پائی ۔

پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کے حالات بہت ناسازگار ہونے پر ۱۹۸۴ء میں آپ بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں نقلِ مکانی کر کے انگلستان پہنچیں اور اس مہاجرانہ زندگی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے دلجمعی کا باعث بنیں ۔ ماریشس ۔ آسٹریلیا ۔ یورپ ۔ امریکہ ۔ کینیڈا ۔ گوئٹے مالا ۔ مغربی افریقہ وغیرہ ممالک کے دَوروں میں حضور انور کی ہم سفر رہیں ۔

ہر سہ انجمنیں (صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔ انجمن تحریکِ جدید ۔ انجمن وقفِ جدید) درویشانِ قادیان اور جملہ افراد و جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی طرف سے صمیمِ قلب کے ساتھ حضور انور کی خدمت میں تعزیت کرتے ہیں ۔ اور حضرت ممدوحہ کے رفعِ درجات کے لئے اور حضور کی اولاد اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کو اس بھاری صدمہ میں صبرِ جمیل عطا ہونے کے لئے دُعا کرتے ہیں ۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ حضور انور کو ان روزافزوں تیز رفتاری کے ساتھ بڑھتی ہوئی عظیم الشان جماعتی ذمّہ داریوں کو اپنے فضل و کرم سے ادا کرنے کی توفیق عطا کرے اور ہر طرح نائِمُ المرامی عنایت فرمائے ۔ نیز ہر رنگ میں ہر آن آپ کا حافظ و ناصر رہے ۔ آمین :

پیش ہو کر فیصلہ ہُوا کہ محترم ناظر صاحب اعلیٰ کی رپورٹ سے اتفاق کرتے ہوئے اِس قرار دادِ تعزیت کی نقل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوانے کے علاوہ اس کی نقول حضرت سیدہ ام متین صاحبہ دام ظلّہا ۔ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ دام ظلّہا ۔ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ۔ اور مرحومہ کے باقی بھائی بہنوں اور محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب اور حضرت ممدوحہ کے تمام اقارب کی خدمت میں اور روزنامہ الفضل ربوہ اور ہفت روزہ اخبار احمدیہ لندن اور ہفت روزہ بدر قادیان کو بھجوادی جائیں ۔

مرزا وسیم احمد
ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

منجانب لجنہ اماء اللہ بھارت و قادیان

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں مہاجرانہ زندگی میں پینتیس سالہ ازدواجی زندگی کے بعد رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو بتاریخ ۳ر اپریل ۱۹۹۲ء اللہ کو پیاری ہو گئیں ۔ اِنّا للہ و انّا الیہ راجعون ۔

اپنے بزرگ خاوند کے لئے آپ حضور کے خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اور سفر و حضر میں باعثِ سکون رہیں ۔ یورپ وغیرہ اکنافِ عالم میں آپ حضور کے ساتھ رہیں ۔ آپ کو صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء میں بینتالیس سال کے طویل وقفہ کے بعد حضور کے ساتھ قادیان کی زیارت کا موقعہ بھی ملا ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موعودہ خواتینِ مبارکہ میں شمولیت کا بھی آپ کو غیر معمولی شرف حاصل ہُوا ۔ اقارب اور خواتینِ جماعت سے حسنِ سلوک اور اولاد کی نیک پرورش میں آپ اُسوۂ حسنہ کے طور پر یاد رکھی جائیں گی ۔

ہم لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ بھارت و قادیان کی نمائندگی میں سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۔ حضور کی اولاد اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دلی تعزیت کرتی ہیں ۔ نیز دست بدُعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت ممدوحہ کو درجاتِ عالیہ سے نوازے ۔ حضور و حضور کی اولاد اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعتِ احمدیہ کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے حضور اور سب پسماندگان اور جماعت کا اس بھاری صدمہ میں حافظ و ناصر ہو ۔ آمین ۔

والسّلام

ہم ہیں غم زدہ ممبرات لجنہ اماء اللہ بھارت و قادیان

منجانب لوکل انجمن احمدیہ قادیان

قادیان ۳ر اپریل ۹۲ء : آج صبح بذریعہ فون لندن سے یہ اندوہناک اطلاع موصول ہوئی کہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات بارہ بجکر دو منٹ پر وفات پاگئی ہیں ۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون ۔

محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مرحومہ محترم مرزا رشید احمد صاحب خلف حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اور محترمہ صاحبزادی امۃ السلام صاحبہ بنت محترم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی منجھلی صاحبزادی تھیں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی اور پڑنواسی تھیں ۔ جنوری ۱۹۳۶ء میں آپ کی پیدائش ہوئی اور ۹ر دسمبر ۱۹۵۷ء کو سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زوجیت میں آئیں ۔ آپ نہایت خلیق ۔ منکسر المزاج اور دینی امور میں ہمارے پیارے امام ہمام کی بہترین معاون و مددگار تھیں ۔ آپ کے صابر و شاکر اور اولوالعزم ہونے کا ایک بڑا ثبوت یہی ہے کہ دو سال قبل جب آپ کو شدید عارضۂ قلب کا حملہ ہُوا تو انتہائی ہمّت اور حوصلہ سے اس کی شدّت برداشت کی جس کا ذکر حضور انور نے بھی اپنے ایک خطبہ میں فرمایا ہے ۔ اور اس کے بعد تا وقتِ وفات ایک لمبی اور صبر آزما علالت سے دوچار رہیں ۔ لیکن صبر و شکر سے یہ تمام تکالیف برداشت کیں ۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے کہ اس تکلیف دہ علالت کے باوجود جماعتِ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان میں صد سالہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کی آپ کو توفیق ملی ۔ احبابِ جماعت کے ہر فرد نے شب و روز اللہ تعالیٰ کے حضور حضرت بیگم صاحبہ کی صحتِ کاملہ کے لئے درد و الحاح سے دُعائیں کیں لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی ۔ ولا نقول اِلّا ما یرضیٰ بہ ربّنا ؎

بُلانے والا ہے سب سے پیارا　　اُسی پہ اَے دل تو جاں فدا کر

حضرت بیگم صاحبہ مرحومہ کا انتقالِ پُر ملال نہ صرف سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے بلکہ عالمگیر جماعتِ احمدیہ کے لئے ایک عظیم صدمہ ہے ۔ اِس افسوسناک سانحۂ ارتحال پر جماعتِ احمدیہ قادیان کے تمام افراد اپنے دل و جان سے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں نیز حضرت سیدہ اُمّ متین صاحبہ و حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ دام ظلّہما العالی ۔ حضور انور کی چاروں صاحبزادیوں اور دونوں دامادوں ۔ اسی طرح خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد خصوصًا خاندان حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اور خاندان حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں غم سے بوجھل دل کی گہرائیوں سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مرحومہ کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قُربِ خاص میں جگہ دے ۔ اور ہمارے پیارے امام اور حضور انور کی چاروں صاحبزادیوں کے غمگین دلوں پر اپنی رحمتوں اور فضلوں اور انوار کی وہ بارش کرے کہ جس کے نتیجہ میں حضرت بیگم صاحبہ مرحومہ نوّر اللہ مرقدہا کی کمی پوری ہو جائے ۔ اے اللہ تو ایسا ہی کر اور ساری عالمگیر جماعتِ احمدیہ کو بھی صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرما ۔ آمین ۔　والسّلام

ہم ہیں غمزدہ درویشان و افراد جماعت احمدیہ قادیان

منجانب ممبران جماعت ہائے احمدیہ ۔ برطانیہ

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جملہ افراد نے یہ خبر انتہائی کرب اور دُکھ بھرے دل کے ساتھ سُنی کہ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترمہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ ۲ر اور ۳ر اپریل کی درمیانی شب بارہ بجنے کے چند منٹ بعد جمعہ کے روز ۵۶ سال کی عمر میں لندن کے ہسپتال میں مولائے حقیقی سے جا ملیں ۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون ۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نوّر اللہ مرقدہا ۲۱ر جنوری ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئیں ۔ آپ مکرم و محترم مرزا رشید احمد صاحب ابن حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی بیٹی اور اس لحاظ سے (آگے مسلسل صـ۱۶ پر)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی تھیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ محترمہ سیدہ امۃ السلام صاحبہ حضرت صاحبزادہ قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ دسمبر ۱۹۵۷ء میں آپ کی شادی سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب سے ہوئی۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۲ء میں منصبِ خلافت پر متمکن فرمایا۔ اس طرح حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نے ۲۵ سال کا عرصہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زوجیت اور رفاقت میں گزارا۔ زندگی کے آخری دس سال خلیفۂ وقت کی اہلیہ کے طور پر آپ نے جس طرح والہانہ خدمت میں دن رات بسر کئے وہ ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ آپ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قدم بقدم خدمتِ سلسلہ میں بھرپور حصہ لیا۔ اور بالخصوص جماعتِ احمدیہ کے طبقہ نسواں سے مشفقانہ رابطہ اور تربیت کا فریضہ جس محبت اور لگن سے ادا فرمایا وہ آپ کی محبت بھری یاد کو ہمیشہ زندہ رکھنے کا ذریعہ رہے گا۔ آپ کا وصال ایک عظیم جماعتی صدمہ ہے۔ جس کی وجہ سے جماعت کا ایک ایک فرد مغموم اور محزون ہے۔ لیکن ہم سب خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی جملہ خدماتِ دینیہ کو شرفِ قبولیت عطا فرماتے ہوئے ان کی بہترین جزا عطا فرمائے، ان کو جنت الفردوس میں مقامِ خاص عطا کرے اور اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقاماتِ قرب سے نوازے۔ آمین۔

اس جانکاہ صدمہ کے موقعہ پر ہم اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں صمیم قلب سے اٹھنے والے جذباتِ تعزیت پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کے ساتھ ہو اور اس مشکل مرحلہ پر معین و مددگار ہو۔ اور اپنے خاص کرم سے حضور انور کے رنجور دل کو تسکین اور صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ ہم سب حضور انور کی چاروں بیٹیوں، دونوں دامادوں، حضرت بیگم صاحبہ کی دونوں بہنوں اور دونوں بھائیوں۔ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ

حضرت سیدہ اُمِّ متین امۃ المتین صاحبہ۔ حضور انور کی تینوں ہمشیرگان نیز خاندان حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے جملہ افراد سے بھی دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے سب کے لئے دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ سب کو اپنے فضلِ خاص سے صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

اس عظیم جماعتی صدمہ کے موقع پر ہم اکنافِ عالم میں پھیلی ہوئی جماعت کے سب افراد سے بھی اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ یہ غم ہم سب کا مشترک غم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ آمین۔

(ممبران جماعت ہائے احمدیہ۔ برطانیہ)

بقیہ صفحہ (۱۴)

اس کالونی کو بھی MAIN ROAD سے جوڑنے کے لئے ایک پختہ پل بنایا گیا ہے۔ اور ایک ہینڈ پمپ لگایا گیا ہے۔ ہر وہ شخص جو جماعت احمدیہ میں داخل ہوتا ہے، دس شرائطِ بیعت میں سے اس کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ

"عام خلق اللہ کی ہمدردی میں للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔"

جماعتِ احمدیہ کا ہر انسان کو پیغام ہے کہ اسلام، مذہب کے نام پر انسانوں میں تفریق نہیں کرتا۔ مظلوم کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ وہ صرف مظلوم ہوتا ہے۔ لہذا اوّل تو دنیا سے ظلم و سفاکی کے بھیانک دور کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ لیکن جہاں بھی ظلم ہو بلا لحاظ مذہب و ملت اور کسی قسم کے لالچ اور شہرت کے خدمت کے کاموں میں مصروف ہونا چاہیئے۔ اصل مقصد انسانیت کی خدمت ہے۔ اور جماعتِ احمدیہ ایک سو سال سے اس نیک مقصد میں جُتی ہوئی ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ
اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ
(سخت غصہ سے بچو)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

"واقفینِ نو"
بچوں کی صحت و تربیت
کا والدین خیال رکھیں۔

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524 - 649.
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP.
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES.
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:-91-11-3755121 SHELKA NEW DELHI.

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:- OFF. 6378622. RESI. 6233389.
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT No. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD.
(ANDHERI EAST) BOMBAY-800099.

قادیان میں مکان و پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے ملیں:-
نعیم احمد ڈار
احمدیہ پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک قادیان

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ مینگولین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

NIRR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.
"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب
ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر،
پلاسٹک اور کینوس کے جوتے۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
(پیشکش)
بانی پولیمرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43-4028-5137-5206